فانکحوھن باذن اھلھن

رسالہ

ھدیۃ النجبا

فی ابطال

نکاح غیر کفو بغیر رضی الاولیا

مؤلفہ

علامہ نحریر ابو الفضل مولوی محمد کرم الدین صاحب
دبیر متوطن بھین تحصیل چکوال ضلع جہلم

۱۳۱۸ھ

در سراج المطابع جہلم باہتمام مولوی فقیر محمد طبع شد

قصیدہ فارسیہ از مؤلف کتاب

اے عالمانِ دین حذر از خدا کنید
این ضد و کین و بغض و عداوت رہا کنید

در اتفاق و صلح بود عزتِ شما
این شور و شر و فتنہ ہمہ بس خطا کنید

بستہ کمر مدام بہ تحقیرِ یک دگر
تذلیلِ قومِ خویش بہ صبح و مسا کنید

بس اشتیاق ہست بہ تکفیرِ مومنین
باطل خیال ہست چہ جور و جفا کنید

دارد ہر آن کہ کلمۂ توحید بر زبان +
تکفیرِ آن چگونہ بہ فتویٰ شما کنید

آن کس کہ قایم است ز دل بر اصولِ دین
تکفیرش از فروعِ مسایل چرا کنید

تکفیرِ اہلِ قبلہ خطا ہست و بس غضب
اے دوستان نہ خوف ز روزِ جزا کنید

تکفیرِ مردِ مومنِ صالح ز اہلبیت +
یا للعجب چہ حقِ مودت ادا کنید +
ای المودۃ فی القربیٰ

بر اہلِ بیتِ حضرتِ احمد چنین جفا
اے دوستان حیا ز شفیعِ الوریٰ کنید

انکارِ حق نہ شیوۂ علمارِ دین بود +
دانستہ چون ز حقِ محقق ابا کنید +

در غیرِ کفو عقد بدونِ رضئ اولی +
باطل بود چگونہ بحیلہ روا کنید +

اجماعِ اہلِ فقہ زندہ شدہ براین
اکنون شما بضد تخلف چرا کنید

فتویٰ براین شدہ است ز فقہائے نامدار
انکارِ آن کنون بچہ علت شما کنید

بہتر بہ علم و فضل ز ما و شما بدند +
تکذیبِ شان خلافِ ادب بس خطا کنید

تفصیلِ مسئلہ کہ بہ کردم درین کتاب
باقی چہ ماند زان کہ شما ادعا کنید

نگذاشتم دقیقہ ز اثباتِ مدعا +
آید یقین ز دل چو تعصب جدا کنید

قولِ خدا و قولِ رسول است در دلیل
وا ز فقہ ہم صداقتِ دعوا رہا کنید

بر ادعاءِ محض نہ سازید اعتبار
بر قولِ بے دلیل چرا اکتفا کنید

قرآن و ہم حدیث و روایاتِ فقہ نیز
با ہر طرف کہ ہست بران تصفیہ کنید

گفتیم ہر چہ حق و صوابست بے خفا
تصدیقِ قولِ ما ز کلامِ خدا کنید +

آیندہ اختیار بدستِ شما کنیم
تسلیمِ حق کنید از و یا ابا کنید +

بالاتباعِ حق احق است دوستان
از راہِ حق گریز نہ ہرگز روا کنید +

آید پسند گر ز ابوالفضل این کلام +
از ربِ ذوالجلال بخشش دعا کنید +

تبنا الیک ربِ فکفّر ذنوبنا
از صدقِ دل بہ حضرتِ حق این ندا کنید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

اما بعد

پس کہتا ہے احقر العباد ابو الفضل محمد کرم الدین دبیر عفی عنہ ساکن بہین تحصیل چکوال ضلع جہلم کہ آجکل ہمارے علاقہ مین مسئلہ نکاح غیر کفو بلا اذن اولیاء زیر بحث ہی۔ چنانچہ اکثر علماء دین نے عدم جواز پر فتوی دیدیا ہے اور بعض صاحبان جواز کے قائل ہین۔ جانبین سی فتوی بھی لکہے گئے۔ اس اثناء مین بعض احباب نے اس خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ اس مسئلہ کی تشریح مین ایک مستقل رسالہ مرتب کیا جاوے تاکہ اسکی اشاعت سی عام لوگ فائدہ اٹھاوین۔ اسلئے بتعمیل ارشاد ان صاحبان کے یہہ مختصر رسالہ دو دن مین لکہا گیا چونکہ بہت جلدی سے لکہا گیا ہی ممکن ہے کہ اسمین خطا و زلل بھی ہو جو مقتضاء بشریت ہے۔ ناظرین باتمکین سے امید ہی کہ ان چند سطور کو بنظر انصاف مطالعہ فرمائین گے اور اگر کسی جگہہ مجہ سے کچہہ سہو ہوئی ہو تو اوسکی اصلاح فرماوین۔ وما توفیقی الا باللہ وہو الموفق بالصواب والیہ المرجع والمآب +

الاستفتاء

کیا فرماتے ہین علماء دین ابقاہم اللہ الی یوم الدین اس مسئلہ مین کہ ایک شریف قوم زمیندار کی عورت بکرہ بالغہ نے بلا اذن کسی ولی کے ایک شخص خسیس قوم جولاہا سے نکاح کر لیا۔ کیا اوسکا نکاح جائز ہی یا ناجائز یا موقوف اور یہہ مسئلہ متفق علیہا ہی یا مختلف فیہا اور بصورت ثانیہ فقہاء کا فتوی کس پر ہے۔ بینوا بالصواب توجروا یوم الحساب

الافتاء

یہہ مسئلہ مختلف فیہا ہے اور فقہاء کا فتوی جیسا کہ کتب معتبرہ متداولہ فقہ مین مذکور ہے عدم جواز پر ہے

چونکہ اس رسالہ میں کسیقدر تفصیل سے بحث کرنا چاہتا ہوں۔ اسلئے میں قبل اسکو کہ غیر کفو [میں نکا]ح کی تشریح کرون
اول یہ بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ مجتہدین مذاہب رحمہم اللہ تعالی کا اول اختلاف یہاں سے شروع ہوتا ہے کہ
امام مالک و شافعی رحمہم اللہ تعالی تو کسی عورت کو خواہ وہ بکر بالغہ یا ثیبہ ہی ہو اس امر کا مجاز
نہیں قرار دیتے کہ بغیر اذن ولی کے وہ خود کسی جگہہ نکاح کرے خواہ نکاح کفو میں ہو یا غیر کفو میں۔ اور ظاہر
روایت میں شیخین رحمہم اللہ حرہ عاقلہ بالغہ کو نکاح کے بارہ میں خود مختار قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ
وہ بغیر اذن ولی کے نکاح کرنیکی مجاز ہو۔ اور ایک روایت امام ابو یوسف رح سے یہہ بھی ہو کہ نکاح بلا اجازت ولی
کے ہرگز جائز نہیں۔ امام محمد رح فرماتے ہیں کہ حرہ عاقلہ بالغہ کا نکاح بے اجازت ولی موقوف ہوتا ہے۔ اگر ولی
نے بعد اذن رضا ظاہر کی تو نکاح ہو گیا ورنہ نہیں۔ اب رہا غیر کفو کا مسئلہ سو یہہ بھی مختلف فیہا ہے ظاہر
روایت میں شیخین رح کا یہی مذہب بیان ہوا کہ غیر کفو میں نکاح حرہ بالغہ کا جائز ہے لیکن ولی کو اعتراض کی گنجایش
ہے اگر وہ اس نکاح کو غیر مناسب سمجھے تو قاضی کے ہاں درخواست کرکے اس عقد کو فسخ کرا سکتا ہے۔ اور دوسری
روایت شیخین رح سے یہہ بھی ہے کہ غیر کفو میں نکاح سرے سے جائز ہی نہیں۔ کیونکہ اگر اس نکاح کو نافذ
اور جائز سمجھا جاوے تو پھر اسکے رفع ہونے اور فسخ کرانے میں بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔

امام حسن کی روایت حضرت امام اعظم رح سے صاف یہہ ہو کہ غیر کفو کا نکاح سرے سے کالعدم ہے۔ یہی روایت مفتیٰ
بہا ہے جسپر فقہاء نے بعد بیان کرنے کافی اور مدلل وجوہات کے اتفاقی فتوی دیا ہے۔ یہاں تک جو تشریح
لکھی گئی ہے اسکو روایات فقہ کا مختصر فوٹو سمجھنا چاہیئے۔ اور اسکی تصدیق عبارت ذیل سے پوری طور پر ہوتی
ہے جو فقہ کی ایک نہایت مستند کتاب ھدایہ شریف کی ہے۔ اس عبارت کو غور سے پڑھ لینا چاہیئے۔ وینعقد
نکاح الحرة العاقلة البالغة برضاها وان لم یعقد علیها ولی بکرا کانت او ثیبا عند ابی حنیفة وابی
یوسف رحمهما الله فی ظاهر الروایة وعن ابی یوسف رحمه الله انه لا ینعقد الا بولی وعند محمد
ینعقد موقوفا وقال مالک والشافعی رحمهما الله لا ینعقد النکاح بعبارة النساء اصلا لان النکاح
یراد للمقاصد والتفویض الیهن مخل بها الا ان محمدا رحمه الله یقول یرتفع الخلل باجازة الولی ووجه الجواز
انها تصرفت فی خالص حقها وهی من اهله لکونها عاقلة ممیزة ولهذا کان لها التصرف فی المال ولها
اختیار الازواج وانما یطالب الولی بالتزویج کیلا تنسب الی الوقاحة ثم فی ظاهر الروایة لا فرق
بین الکفو وغیر الکفو لکن للولی الاعتراض فی غیر الکفو وعن ابی حنیفة وابی یوسف رحمهما الله انه

لایعوذ الی غیر الله ولانه کم من واقع لایرفع ویروی رجوع محمدؒ الی قولہما ۱۲ انتہی ھدایہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۴
اور کفایہ حاشیہ ھدایہ جلد وصفحہ مذکور مین ہے۔ وروی الحسن عن ابی حنیفۃؒ ان النکاح لاینعقد وبہ
اخذ کثیر من مشائخنا وقال شمس الائمۃ السرخسیؒ ھذا اقرب الی الاحتیاط فلیس کل ولی یحسن المرافعۃ
الی القاضی ولیس کل قاض یعدل فکان الاحوط سد باب التزویج من غیر کفو علیھا وقال القاضی
الامام فخر الدینؒ الفتوی علی قول الحسن فی زماننا ۱۲ الکفایہ۔ چونکہ اس عبارت کفایہ کو مسئلہ زیر بحث سے
پورا تعلق ہے اور یہہ فقہاء زمان کا متفقہ اخیری فیصلہ ہے مین اس عبارت کا ترجمہ کر دینا مناسب سمجھتا ہون
تاکہ ہر ایک شخص کی سمجھہ مین بخوبی آجاوے۔ **ترجمہ**۔ اور روایت کیا ہے حسنؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے کہ
نکاح غیر کفو مین منعقد ہی نہین ہوتا۔ (یعنے سرے سے ناجائز اور کالعدم ہوتا ہے) اور اسی کے ساتھہ اخذ کیا ہے
جماعت کثیرہ نے ہمارے مشائخ سے اور کہا ہے شمس الائمہ سرخسیؒ نے یہہ بہت نزدیک ہے احتیاط کو کیونکہ ہر ایک
ولی قاضی کے پاس ٹہیک طور پر مرافعہ نہین کر سکتا اور نہ ہر ایک قاضی بموجب انصاف کے فیصلہ ہو سکتا ہے پس
احتیاط یہی ہے کہ غیر کفو مین نکاح کا دروازہ ہی مسدود کر دیا جاوے اور کہا ہے فخر الدینؒ نے فتوی زمانہ حال
مین قول حسن پر ہے ۱۲ اب اس عبارت مندرجہ بالا سے آپکی سمجھہ مین بخوبی آگیا ہوگا کہ اولی العزم فقہاء کا فتوی
عدم جواز نکاح غیر کفو پر ہے اور یہی مذہب ایک جم غفیر مشائخ کرام کا ہے اور اکابر فقہاء شمس الائمہ سرخسیؒ اور
امام فخر الدین جیسے جید فضلاء کا قطعی فیصلہ یہی ہے۔ اب مین یہہ بتانا چاہتا ہون کہ یہہ عبارت جو مین نے کفایہ حاشیہ
ھدایہ سے نقل کی ہے۔ صرف اسی کتاب ہی مین نہین بلکہ فقہ کی کثیر التعداد مستند کتب مین اسی مضمون کی عبارات
موجود ہین جس سے پایا جاتا ہے کہ فقہاء متقدمین و متاخرین قاطبۃً روایت حسن کے مفتی بہا ہونے پر متفق ہین چونکہ ان
سب کتابون کی نقل عبارات موجب تطویل ہے۔ اسلئے چند ایک نہایت معتبر کتب فقہ کی عبارات ذیل مین لکھہ دینا مناسب
سمجھتا ہون۔ (۱) وروی الحسن عن الامام انہ ان کان الزوج کفوا نفذ نکاحھا والا فلم ینعقد اصلا
وفی المعراج [illegible] عزیا الی قاضی خان وغیرہ والمختار للفتوی فی زماننا روایۃ الحسن وفی الکافی والذخیرۃ وبقولہ
اخذ کثیر من المشائخ لانہ لیس کل قاض یعدل ولا کل ولی یحسن المرافعۃ والجثو بین یدی القاضی مذلۃ
فسد [illegible] باب بالقول بعدم الانعقاد اصلا وقال صدر الاسلام لو زوجت المطلقۃ ثلثا نفسھا من
غیر کفو ود[illegible] بھا الزوج ثم طلقھا لا تحل للزوج الاول علی ما ھو المختار۔ انتہی بحر الرائق مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۱۱۸
(۲) واذا تزوج المراۃ نفسھا من غیر کفو فللاولیاء ان یفرقوا بینھما دفعا لضرر العار عن انفسھم۔

والمختار للفتوی انه لا تصح العقد اصلا اذا کانت زوجت نفسها منه ۔۱۲ فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۶۰

(۳) ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازه اصلا وهو المختار للفتوی لفساد الزمان ۱۲ در مختار

(۴) قوله وهو المختار للفتوی وقال شمس الائمة وهذا اقرب الی الاحتیاط لکن انی تصحیح العلامة قاسم لانه لیس کل ولی یحسن المرافعة والخصومة ولا کل قاض یعدل ولو احسن الولی وعدل القاضی فقد یترک انفة للتردد علی ابواب الحکام واستثقالا لنفس الخصومات فکان منعه وفعاله ۱۲۔ شامی جلد ۲ صفحہ ۷۰۴ مطبوعہ مصر (۵) وروی الحسن عن ابی حنیفةؒ عدم جوازه ای عدم جواز النکاح من غیر الکفو وعلیه فتوی قاضیخان ۱۲ شرح الوقایة۔ (۶) قوله فی روایة الحسن عن ابی حنیفةؒ لا ینعقد ای ویجوز النکاح ان کان کفوا والا لا یجوز اصلا وهو المختار للفتوی لفساد الزمان قال شمس الائمةؒ روایة الحسن اقرب للاحتیاط لیسد علیها باب التزوج من غیر کفو روی ابو سلیمان عن محمدؒ ان نکاحها بلا ولی باطل مطلقا سواء کان کفوا او غیر کفو کذا فی الخاقانیة ۔۱۲ چلپی حاشیہ شرح الوقایۃ۔

(۷) وفی عمدة الاصول امراة زوجت نفسها من غیر کفو روی الحسن عن ابی حنیفةؒ ان النکاح لا ینعقد وبه اخذ کثیر من مشائخنا وعلیه الفتوی فی زماننا ۔۱۲ حل المشکلات (۸) وبروایت حسن از امام اعظمؒ نکاح در غیر کفو باطل است ومأخوذ اکثر این است وعلیه الفتوی ۔۱۲ فتاوی برہنہ۔

(۹) وروی الحسن عن ابی حنیفةؒ وانه یجوز النکاح ان کان کفوا وان لم یکن کفوا لا یجوز اصلا واختلفت الروایات عن ابی یوسف رحمه الله تعالی والمختار فی زماننا للفتوی روایة الحسنؒ قال الشیخ الامام شمس الائمة السرخسیؒ روایة الحسن اقرب الی الاحتیاط اذ لیس کل ولی یحسن المرافعة الی القاضی ولا کل قاضی یعدل فکان الاحوط سد باب التزویج علیها من غیر کفو ۱۲ قاضی خان جلد ۱ صفحہ ۱۵۵۔

(۱۰) وروی الحسن عن ابی حنیفة ان النکاح لا ینعقد وبه اخذ کثیر من مشایخنا کذا فی المحیط والمختار فی زماننا روایة الحسن للفتوی وقال شمس الائمة السرخسی روایة الحسن اقرب الی الاحتیاط کذا فی فتاوی قاضیخان فی فصل شرائط النکاح ۔۱۲ فتاوی عالمگیر۔

اب میں نے علاوہ کفایۃ کو دس اور مستند کتب فقہ کی عبارات باصلہا لکھدی ہیں۔ وتلک عشرة کاملة مجھے امید ہے کہ اہل انصاف ناظرین کی تسلی کے لئے اسقدر معتبر کتب کی عبارات اثبات مطلب کے لئے کافی ہونگی صاحبان جیسا کہ عبارت شامی قاضیخان بحر الرائق وغیرہ میں آپ پڑھ چکے ہیں حضرت شمس الائمہؒ نے رعایت

حسن کو مفتیٰ بہا ہونا کئی وجوہات سے کہکر بیان فرمایا ہے اور وجہ یہ کہ قول ثانی ایک ایسی قابلیت مقدمہ
بازی اور جرح وقدح کی نہیں رکھتا اور نہ ہر ایک قاضی ایسا متقی اور انصاف پر فیصلہ کرنے والا ہو تو ثبوت دکھنی بکر
ولی کی نالائقی اور ناموافقی کی وجہ سو مقدمہ داری کا صحیح ثبوت بہم پہنچنے کے باعث یا حاکم کی بے انصافی
کی وجہ سے مقدمہ خارج ہو جاوے بعدم [illegible] مگر ولی بھی ہوشیار مقدمہ باز ہو اور حاکم بھی انصاف پرست اور عالی
فہم ہو لیکن مقدمہ بازی کی مشکلات بار بار حکام کی کچہریوں میں ملتے پھرنا اور مقدمہ کی کشمکش کیوجہ سے
مقدمہ نہ چلایا جا سکے اور غیر کفو میں نکاح کا ضرر ہمیشہ رہ جاوے اسلئے ایسی مشکلات سے بچنے اور حقوق اولیا
کی نگہداشت کے لئے فقہا نے متفقہ فتویٰ روایت حسن ہی قرار دیا ہے کہ بوجب روایت حسن کے نکاح غیر کفو میں مطلقاً باطل
کالعدم متصور کیا جاوے۔ اب ذی بصیرت [illegible] شخص بھی فقہا کا یہ عمدہ قول فیصلہ پڑھکر بخیال آسانی سے دے
سکتا ہے کہ غیر کفو میں نکاح ناجائز محض ہے اور روایت حسن جسکو عام فقہا نے تسلیم فرما کر مفتیٰ بہا قرار دیا ہے
نہایت ہی احتیاط پر مبنی ہے۔ اگر کوئی شخص آجکل کا اپنے تئیں مولویت اور تقوی کا لقب خود دیکر [illegible] الافقہا کے
اس متفقہ فتویٰ کو توڑنا چاہے تو اسکو کہدو کہ پہلے آپ ان بزرگواروں کے برابر علم وفقاہت اتقا وورع حاصل
کریں پھر انکے فیصلہ جات بالاتفاق پر ترمیم وتنسیخ کی جرات کریں۔ میں نہیں خیال کر سکتا کہ آجکل کے مولوی صاحبان خواہ
کتنی ہی لیاقت اور فضیلت حاصل کریں فقاہت فی الدین میں کبھی بھی متقدمین فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کی برابری
کا دم بھر سکیں۔ اس مسئلہ کی مخالفت کرنے والے صاحبان ذرا حق [illegible] اپنی اجتہادی کٹہ بیٹھ اور ضد میں پڑے ہوئے
ہیں کاش وہ غور کریں اور یہ خیال فرماویں کہ جس زمانہ کا فساد دیکھکر ہمارے اسلاف فقہاء متقدمین نے
نے روایت حسن پر فتوی دینا پسند کیا تھا۔ اوس زمانہ کا اگر ہمارے آجکل کے زمانہ سے مقابلہ کیا جاوے
تو صاف قائل ہونا پڑتا ہے کہ اس زمانہ مفسدات نشانہ میں اس فتویٰ پر کاربند ہونے کی کیسی اشد ضرورت ہے۔ اگر وہ حضرات
فقہاء سلف اس زمانہ پر آشوب کو جسمیں [illegible] کی بے اعتدالیاں اور اہل زمانہ کی بیجا آزادی کا معائنہ کرتے تو انکو
بالضرور امام ابو یوسف کی اس روایت پر کہ لا ینعقد النکاح الا بولی ۱۲ فتوی دینا پڑتا۔ اور انکو آنحضرت کی ان
احادیث پر عملدرآمد کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا (۱) عن ابی موسی عن النبی قال لا نکاح الا بولی رواہ احمد
والترمذی وابو داؤد وابن ماجۃ والدارمی ۱۲ مشکوۃ صفحہ ۲۷۰ (۲) وعن عائشۃ ان رسول اللہ ص
قال ایما امراۃ نکحت بغیر اذن ولیہا فنکاحہا باطل فنکاحہا باطل فنکاحہا باطل ۱۲ مشکوۃ صفحہ ۲۷۰
(۳) وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزوج المراۃ المراۃ ولا تزوج المراۃ

نفسہا فان الزانیۃ ھی التی تزوج نفسہا ۱۲ مشکوۃ صفحہ ۲۱۲

کاش ہمارے لکیر کے فقیر علماء موجودہ زمانہ کے فسادات پر آنکھین کہولکر نگاہ ڈالین اور دیکھین کہ عورتون کو نکاح کے بارہ مین خودمختار اور مطلق العنان کردینے سے کیسے کیسے فسادات عظیمہ پیدا ہوتے اور قتل عام و خونریزی تک نوبت پہونچتی ہے۔ آج اگر اس بات کی ترویج عام کردیجاوے کہ بکر بالغہ کو اختیار ہے جہان چاہے نکاح کرلیوے تو آپ دیکھ لیوین کہ وہ کیا کیا رنگ دکھاتی اور اپنی باپ دادا کا نام ڈبو کر ناموس خاندان کو غارت کردیتی ہین ایک اعلی درجہ کی شریف زادی عورت بوقت خودمختاری ایک نچلے سے نچلے طبقہ کے اخس الخسائس بھنگی تک کو اپنا زوج بنا لینے سے دریغ نہین کریگی پھر ہم علماء کرام سے پوچھتے ہین کہ اس عورت کو دیکھ کر مرجانیکے لائق ورثاء محکمہ شریعت کے قاضیون سے کیا چارہ جوئی کرسکتے ہین۔ غایت آپ اگر یہی فرماینگے کہ نکاح تو ہو چکا۔ ولکم حق الاعتراض جاؤ قاضی کے ہان مرافعہ کرو۔ وہ بیچارے قاضی کو کہان ڈہونڈین کوئی شخص آج ذی اختیار شرعی قاضی کا مصداق نہین ہے۔ پہلے تو وہ بیچارے قاضی کی تلاش مین حدود کابل یا بلاد روم مین جاوین اور وہان جاکر مرافعہ کرین۔ ادہر سے جواب ملیگا۔ ہمارا تمہارے ہان کوئی حکم نافذ نہین ہوسکتا۔ تم سرکار انگریزی کی رعیت ہو وہان جاکر چارہ جوئی کرو۔ پھر آپ بتایئے وہ اپنے حقوق کہان سے حاصل کرین غیر کفو مین نکاح سے جو کچھ انکو وقاحت اور عار پہنچی ہے اوسکا دفعیہ کسطرح میسر ہو۔ حکام انگریزی کے پاس جائین تو ادہر سے بھی جواب ملیگا کہ عورت بالغہ قانون کی رو سے خودمختار اور آزاد محض ہے۔ اور کہ ہماری عدالتون مین فسخ نکاح کا کوئی محکمہ قایم نہین ہے۔ پھر کوئی سبیل تو بتایئے کرین کیا کیا حضرت سراج الامۃ۔ امام الائمۃ۔ ابوحنیفہ کوفی سے کوئی بھی روایت دکھا سکتے ہو کہ غیر کفو مین نکاح کرنا عورت کی اپنی مرضی پر منحصر ہو ولی کا کوئی حق ہی نہین کہ اعتراض بھی کرسکے ہرگز نہین دکھا سکتے ہو پھر وہی دو روایتین ہین ایک کہ عورت کے ورثاء قاضی کے ہان مرافعہ لیجاکر نکاح غیر کفو کا فسخ کرالیوین دوسری یہ کہ یہ نکاح سرے سے کالعدم سمجھا جاوے۔ سو پہلی روایت پر تو عمل ہونا آجکل سخت متعذر ہے۔ کیونکہ قاضی شرعی جو یقیم الحدود وینفذ الاحکام کا مصداق ہو پنجاب ہند مین کوئی موجود نہین اور اپنے منہ میان مٹھو بننے والے آجکل کے قاضی مفتی بیچارے بالکل مسلوب الاختیار ہین انکا کیا مقدور کہ ایک بھنگی تک کے ہاتھ سے بھی اوسکی منکوحہ عورت (جو م نکاح فاسد ہی کیون نہو) چہینکر (یعنے فسخ نکاح کا حکم دیکر) ورثاء کے حوالہ کرسکین پھر کوئی چارہ نہین ہے۔ بجز اسکے کہ دوسری روایت پر عمل کیا جاوے جسپر فقہاء سلف فتوی بھی دیگئے ہین۔ افسوس ہمارے وقت کے علماء اپنی طرف سے تو کچھ مسایل استنباط کرنیکی قابلیت نہین رکھتے لیکن جو سلف صالحین انکے لئے ابواب مفتوح کرگئے ہین انکو بھی مسدود کرنا چاہتے ہین اور ہر صفت کی صنف نازک کے حقوق (جو شارع نے انکے لئے تجویز کئے ہین) پر بھی پانی پھیرنا چاہتے ہین۔ ہمارے علماء غور فرماوین کہ

کہ عورتین فطرتاً ناقصات العقول ہین اور انہو منافع و مضار کی تمیز کا مادہ نہین رکھتی ہین۔ اسلئے قدرت نے انکو
مطلق العنان اور آزاد محض کبھی دنیا پسند نہین فرمایا جبتک چھوٹی ہین باپ دادا یا دیگر اولیا کے قبضہ اور تربیت کے نیچے ہین جب بڑی
ہوتی ہین ہمیشہ کیلئے ایک مرد (زوج) کی ماتحت کر دی جاتی ہین۔ اونکی پاؤن پر ایسا ابدی زنجیر ڈالدیا جاتا ہی کہ وہ کبھی بھی اوس مرد
(شوہر خود) کی ماتحتی سے نکلنا نہین پاتی ہین۔ انکو اس امر کا اختیار ہی نہین دیا گیا کہ جب چاہین اوس زنجیر (زوجیت) کو اوٹھا کر جہان
چاہین چل بسین بلکہ اوس زنجیر کا اوٹھانا مرد کے اختیار مین دیا گیا ہے۔ سبحان اللہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ اگر عورات
کو طلاق دینے کا اختیار دیا جاتا تو وہ دن مین کئی درجن مردونکی بھگتا یا کرتین اور بالکل ایک جگہہ قرار نہ پکڑ سکتین پھر تمدن اور
معاشرت کے نظام مین سخت خلل واقع ہوتا اور توالد اور خلوص النسب مین بھی بہت حرج واقع ہوتا چونکہ عورت کی عقل ذرہ
اعتبار کے لایق نہین ہے اسلیے اسکو خود مختاری اور افسری کا کوئی منصب بھی عطا نہین ہوا۔ امامت۔ نبوت کے مناصب
جلیلہ (جو خود مختاری کے منصب ہین) عورتون سے ہمیشہ کیلئے چھینے گئے ہین حتی کہ اذان و اقامت خطبہ تک کے فرائض کا انجام
نہین دے سکتی ہین۔ انکی شہادت ناتمام۔ جہاد و عیدین۔ جمعہ مین علی الاعلان جانیکی مجاز نہین ہین اور ہمیشہ کیلئے گھر کی
چار دیواری مین دوام الحبس دستور کر دی گئی ہین۔ تاکہ کھلے طور پر چلنے پھرنے سے فتنہ اور فساد نہ پھیلادین۔ پھر باہمہ نکاح
کر نہین یہہ کیونکر آزاد محض کر دی جاوین جو کہ عمر بھر کے لئے اونکی رنج و راحت آرام و مصیبت کا ایک بھاری موجب ہے گا۔ اسمین
کوئی شک نہین کہ ایک شریف قوم کی عورت ایک رذیل قوم کی مرد سے نکاح کر کے نہ اپنی ہمیشہ کی زندگی تلخ کرتی ہو بلکہ اپنی خاندان
کے آدمیونکو عمر بھر کے لئے شرمسار اور سرنگون کر دیتی ہی۔ افسوس ہے اون خلوت گزین مولوی صاحبان (جو گھر مین بیٹھکر جواز نکاح
غیر کفو کا فتوی نافذ کر دیتے ہین) اوس عورت کی خاندان کے اشخاص کے دل سے پوچھین جو انکو وہ نابکار ایک خسیس شخص کی
زوجیت مین جا کر ہمیشہ کے لئے زندہ درگور کا مصداق بنا دیتی ہے۔ ہمارا مقدس مذہب اسلام کسی متنفس کی حقوق تلفی
روا نہین رکھتا ہمارے رب العباد نے قرآن کریم مین صاف ارشاد فرمایا ہے۔ فَانْکِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ ۱۲۔ الآیۃ
یعنے عورتون سے نکاح انکی ولیونکی اجازت سے کرو۔ اور پھر ہمارے صادق و مصدوق نبی کریم نے صاف فرما دیا ہی۔ الا لا یزوج
النساء الا الاولیاء ولا یزوجن الا من الکفاء ۱۲۔ الحدیث من تخریج الہدایۃ۔ یعنی خبردار عورتون کو بلا اذن اولیا
نکاح نہ کیا جاوے اور غیر کفو مین وہ ہرگز نکاح کرنے نہ پاوین۔ مین نہین خیال کر سکتا۔ کہ قال اللہ اور قال الرسول کے بعد
پھر اور کونسی دلیل ہمارے تمسک مین آسکتی ہے۔ قرآن صاف ناطق ہے کہ عورتون کو ولیونکی اجازت سے ہی نکاح کرو
اور حدیث شاہد ہی کہ بجز اذن اولیاء کی اور غیر کفو مین نکاح مت کرو۔ پھر مخالف دلائل مین ہم سے کسطرح مقابلہ کر سکتا اور
قول خدا و قول رسول کی مخالفت کرنیکی جرات رکھتا ہی۔ ہم دعوی سے کہتے ہین۔ کہ قرآن ہماری تائید مین اور احادیث

رسولیہ ہماری مددین ہین - اور فقہار کا فتوی ہمارے حق مین ہے پہر مخالف کن بودے دلایل پر اڑا ہوا ہنکا رحق
کرتا ہے - فقہار رحمہم اللہ نے کس عمدگی سے بکر بالغہ کی نکاح کا مسئلہ فیصلہ کر دیا ہے - جو بالکل انصاف اور حق پہ مبنی ہے -
عاقلہ بالغہ عورت کو کسیقدر جایز آزادی بھی دیجئی کہ اگر وہ کفو مین نکاح کرے تو چونکہ اوسکی ولی کی آبرو اور ناموس کو کچھہ
خلل نہین ہوگا وہ جائز قرار دیا جاوے - گو اوسکی اجازت کی سوائے ہی ہو لیکن اگر غیر کفو مین نکاح کر کے اپنے خاندان کی عزت
و ناموس کو خاک مین ملاوے تو اسکا نکاح ہرگز جائز نہو یہ ہی مذہب حنفیہ کرام کا جو نہایت ہی اعتدال اور انصاف پر مبنی ہے
کہ کسیقدر عورت کی آزادی بھی بحال رکہی جاوے - اور حدیث رسول ولا تجبروا البکر البالغۃ علی النکاح پر بہی عمل ہو
یعنے بکر بالغہ کو اوسکی مرضی کے بغیر کوئی شخص خواہ اوسکا ولی ہو مجبور نکاح پر نہ کرے - اور ولیونکے حقوق کی بہی رعایت ہو کہ
غیر کفو مین عورت اونکی رضا کے سوا نکاح کر کے اونکو رسوا نہ کرے - اگر نکاح کا کل اختیار ولیون کے ہاتھہ مین دیا جاتا تو یہ خرابی
ہوتی کہ وہ جہان چاہتے ایک عاقلہ بالغہ عورت کو کسی لالچ اور طمع پر کسی نامناسب جگہہ نکاح کر کے اوسکو ابدی غم مین گرفتار
کر دیتے - اور اگر عورات ناقصات العقول کو صرف اس بھروسہ پر کہ وہ عاقلہ بالغہ ہین اونکے اختیار پر چھوڑ دیا جاتا تو ممکن تہا کہ
انمین سے کوئی عورت اپنے ہاتہون بے سمجھی سے آنکھین بند کر کے ایک ایسے کنوئین مین جا گرتی (یعنے کسی نا اہل سے نکاح
کرتی) جہان سے نکلنا پہر اوسکی استطاعت مین نہ ہوتا اور اسکے ورثار اوسکی یہ حالت دیکھکر ہمیشہ ہاتہہ ملتے رہتے - مین اپنے
علمار وقت سے باادب ملتمس ہون کہ وہ زمانہ کی چال کو دیکھین اور اس پُر آشوب وقت مین عورتونکو غیر کفو مین نکاح کرنے
مین خود مختار ہونیکا فتوی ہرگز نہ دین - بلکہ اونکے ورثار کی حالت زار پر رحم کر کے اونکی حق تلفی سے باز آجاوین اور یاد
رکہین کہ اگر وہ ایسا فتوی دینگے - تو پہر حنفی المذہب اور فقیہ ہرگز کہلانیکے لایق نہین ہونگے - ہمارے امام صاحب ہرگز
اولیار کے حقوق ضایع کرنیکا فتوی نہین دے گئے اور نہ کسی فقیہ کا یہ قول ہے - اگر ہمارے امام ہمام علیہ الرحمۃ نے
جواز نکاح غیر کفو اور ولی کو اعتراض کا اختیار باقی رہنے کا فتوی دیا تہا تو ایسے وقت مین جبکہ بادشاہت اسلامیون کے
ہاتھہ مین تھی اور اجرار احکام بموجب شرع شریف قاضیون کے اختیار مین تہا - ورنہ ہر وقت کے لئے وہ فتوی ہرگز نہین
ہے کیونکہ آجکل اسلامیونکی بادشاہت نہین - قاضیونکی قضار نہین - اب غیر کفو مین نکاح کا جواز مان لیا گیا تو پہر اوسکے
رفع کی کوئی دوا نہین - بعد نہ کسی طرح سے نکاح کا فسخ ہونا ممکن ہوگا - پہر ضرر اس نکاح کا ہمیشہ کے لئے باقی اور ولیون
کی حق تلفی مطلق ہوگی - مجھے اس امر سے نہایت تعجب ہوا کہ مین نے یہ مسئلہ ایک فتوے کی شکل مین لکھکر علمار لاہور کیخدمت مین
اونکی رائے حاصل کرنیکے لئے بھیجا - تو بعض فضلار نے تو اسکی تصدیق فرمائی لیکن ہمارے جلیل القدر فاضل بگوی صاحب نے اسپر
اپنی یہہ مخالفانہ رائے تحریر فرمادی کہ چونکہ روایت حسن بن زیاد خلاف ظاہر الروایت ہے اور ظاہر الروایت مین نکاح غیر کفو

جائز اور ولیون کو اعتراض کی گنجایش باقی رہتی ہو اور قاضی سے نکاح فسخ کرانیکے مجاز ہوتی ہین لیکن چونکہ
آجکل فسخ کا حکم (قضا بالفسخ) مفقود ہے اسلئے نکاح جائز اور ولی کا حق اعتراض کالعدم کیون ہونا چاہیے مجھکو
فاضل بگوی جیسے عالم فقیہ کی اس عبارت لکھنی اور یون بے اصل فتوی لکھدینے سے کمال تعجب ہوا ہے۔ آپکو اس فتوی سے
کوئی مخصوص ہی متعلق نہین ہو سکتا۔ حضرت یہ فرمایئے کہ روایت حسن بن زیاد تو بقول آپکے خلاف ظاہر الروایۃ ہو
اور ظاہر الروایۃ پر بوجہ فقدان حکم قضا عمل جو متعذر ہے۔ تو پھر یہ تیسری روایت جو آپنے نکالی ہے کہ نکاح جائز
اور ولی کا حق اعتراض کان لم یکن) یہ کہان سے آپنے استنباط فرمایا ہے۔ کیا یہہ تیسری روایت ظاہر الروایۃ
اور غیر ظاہر الروایۃ کے مقابل کوئی اور قسم کی روایت ہو۔ اور کیا اسکا نام من گھڑت روایت رکھنا مناسب ہوگا۔
واہ صاحب عجیب منطق ہو۔ فاضل بگوی صاحب نے تو بڑی جلدی سے ولیونکا وہ حق اعتراض جو انکو خداوند سبحانہ نے
عطا فرمایا ہوا تھا اور جو آجتک فقہاء سلف و خلف نے بھی مانا ہوا تھا ایک آن کے آن مین اون سے چھین لیا۔ اگر
آجکل قاضیون کی قضا نہین تو پھر اس فقدان قضاء کی مصیبت کا نزلہ بیچارے اولیاء النساء پر کیون جا گرایا۔
انکا کیا قصور ہو وہ تو نہین کہتے کہ قاضیان شرع یون مسلوب الاختیار ہو جاوین۔ یہ تو قدرت کے اختیار مین ہے۔
آپ یہ نرالی منطق چھانٹنے کی بجائے اوسی روایت پر عمل کرنے سے کیون چوکتے ہین جسپر آپسے زیادہ علم و فضل والے
فقہائے سلف فتوی دے گئے ہین۔ کیا اون فقہاء کو ظاہر الروایۃ اور غیر ظاہر الروایۃ کی تمیز نہ تھی۔ یا یہہ مسئلہ اون سے
پوشیدہ نکلا ہے کہ ظاہر الروایۃ کے ہوتے غیر ظاہر الروایۃ پر عمل نہین ہونا چاہیے۔ فاضل بگوی صاحب نے خوب غور نہین
فرمائی ورنہ یہہ لغزش کبھی نہ ہوتی۔ امید ہے کہ آپ اب اس مسئلہ پر نظر ثانی فرما کر اپنی اس رائے کو جو قرآن و حدیث و
روایات فقہ کے برخلاف ہے واپس لین گے۔ اور آپکے اس شبہ کو کہ حسن بن زیاد کی روایت ظاہر الروایۃ کے
خلاف ہے اور ہمیشہ فتوی ظاہر الروایۃ پر ہوتا ہے۔ خاکسار انشاء اللہ تعالی عنقریب بخوبی رفع کر دیگا کیونکہ یہ
شبہ آپکو ہی نہین سوجھا بلکہ ہمارے بالمقابل فتوی لکھنے والے مکرم مولوی صاحب نے بھی اپنے فتوی کی دارو
مدار اسی بات پر رکھی ہے کہ روایت حسن بن زیاد خلاف ظاہر الروایۃ ہو اسواسطے ناقابل تعمیل ہے۔ مولوی
صاحب موصوف کے اس شبہ اور باقی شکوک کا بھی کلیۃ ازالہ کر دیا جائیگا۔ قبل اسکے کہ مین مخالف کے ایسے ان
تمام اعتراضات کیطرف توجہ کرون جو انہون نے ہمارے فتوی پر لکھے ہین پہلے اس امر کی تشریح کر دینا مناسب
سمجھتا ہون کہ کیا ایک جولاہا شخص ایک زمیندار عورت کی کفو ہو سکتا ہے یا نہین۔ سو واضح ہو کہ حائک (جولاہا)
خسیس اقوام (نچلے طبقہ کے اشخاص مین) شمار کیا جاتا ہے۔ اور زمیندار عقار کثیر کا مالک (صاحب جائیداد)

شریف قوم مین شمار ہے۔ یلمی یا دُلی ہرگز زمیندار کی بیٹی کا کفو نہین ہوسکتا۔ در مختار مین بالتصریح لکہا ہے فمثل حائک
غیر کفو لمثل خیاط ولاخیاط لبزاز وتاجر ولاہما لعالم وقاضی۔ ۱۲ فاضل شامی لکہتا ہو۔ قولہ فمثل حائک الخ
قال فی الملتقی وشرحہ فمثل حائک او حجام او کناس او دباغ او حلاق او بیطار او حداد او صفار غیر کفو
لسائر الحرف کعطار وبزاز وصراف۔ ۱۲ شامی جلد ۲ صفحہ ۵۲۷ مطبوعہ مصر۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ
حائک خست مین کناس (بہنگی) کے برابر ہو وہ ایک بزاز یا پشم فروش یا عطر فروش کی برابری نہین کر سکتا چہ جائیکہ
ایک زمیندار صاحب جائیداد کا مساوی سمجہا جاوے۔ اسکے آگے فاضل شامی نے صراحت اور وضاحت سے لکہدیا ہے۔ قولہ ولاہما
لعالم الخ قال فی النہر وفی البنایۃ عن الغایۃ الکناس والحجام والدباغ والحارس والسائس والراعی والقیم
ای البلان فی الحمام لیس کفو البنت الخیاط والخیاط لبنت البزاز والتاجر ولاہما لبنت عالم وقاضی والحائک
لیس کفو البنت الدہقان۔ ۱۲ شامی جلد مذکور صفحہ ایضاً اور فتاوی قاضی خان مین ہے۔ واحدی الروایتین
عن ابی حنیفۃ رحمہ صاحب الحرفۃ الدنیۃ کالبیطار والحجام والحائک والکناس والدباغ لا یکون کفوا للعطار
والبزاز والصراف وہو الصحیح لان الناس یستنکفون عنہم۔ ۱۲ فتاوی قاضیخان جلد اول صفحہ ۱۶۳۔
فصل الکفاءۃ۔ اور قول فیصل اسبارہ مین جیسا کہ کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ عرف عام جس پیشہ کو خسیس
قرار دے وہ اوس پیشہ والے کی کفو نہین ہوسکتا جو عرف عام مین شریف سمجہا جاوے۔ اور یہ ہر ایک زمانہ اور
ولایت کی عرف پر موقوف ہے جیسا کہ شامی مین لکہا ہے۔ وفی الفتح ان الموجب ہو استنقاص اہل العرف فیدور
معہ وعلی ہذا ینبغی ان یکون الحائک کفوا للعطار بالاسکندریۃ لما ہنالک من حسن اعتبارہا وعدم
عدہا نقصا البتۃ اللہم الا ان یقترن بہا خساسۃ غیرہا۔ ۱۲ شامی جلد ایضاً صفحہ ایضاً۔ اور ظاہر
ہے کہ فی زماننا ہمارے دیار مین جولاہا نہایت خسیس تصور کیا جاتا ہے حتی کہ تمام بیگار وغیرہ کا کام اسی غریب قوم
جولاہہ سے لیا جاتا ہے اور غریب جولاہا عام لوگون کے تمسخر اور مذاق کا نشانہ بنتا ہے۔ اور قدرتاً اس پیشہ کے اشخاص
کی عقل وحواس مین بہی کچہہ ایسا جبلی فتور اور اختلال ہوتا ہے کہ کبہی بہی کوئی جولاہا سلیم العقل نہ پاوگے۔ اسیواسطے
لوگون مین انکی کم عقلی اور بیوقوفی کی کہاوتین اور ضرب المثلین بنی ہوئی ہین۔ فی الجملہ ہمارے ملک مین جولاہا نہایت
خسیس قوم گنی جاتی ہے اور ایک شریف قوم زمیندار کی بیٹی اگر کسی یا دلی سے نکاح کر لیوے تو اوسکے وارثان کو انتہا سے
سخت اور کوئی عار نہین ہوگی۔ اور اگر ایسے نکاح کو نافذ اور جائز سمجہا گیا تو یا تو اوسکے وارثان سنکہیا کہا کر خودکشی کر لینگے
اور یا ایسی ننگ قوم لڑکی اور اوسکے آشنا کا خاتمہ کرکے خود پہانسی پر لٹکنا منظور کر لینگے پہر آپ خیال کر سکتے ہین کہ

کہ ایسے نکاح کے جواز کا فتوی کہانتک موجب فساد عظیم اور خطرناک ہے۔ اسواسطے نہایت ضرور ہے کہ ہمارے قرن کے علماء ایسے فتوی سے جو عقلاً و نقلاً و مصلحتاً غیر مناسب اور نادرست ہے دست کش ہوں۔ اور سلف صالحین فقہاء کرام کی پیروی کرکے عدم جواز نکاح غیر کفو کا فتوی نافذ کریں۔ اور اس قباحت یعنی کلی آزادی عورات کا انسداد کرکے شرفاء قوم کی آبرو و ناموس کو بچالیویں +

ہمارے علاقہ کے ایک مولوی صاحب جنکی دیانت اور تورع کی نسبت ہمیں پورا حسن ظن ہے اس مسئلہ میں ہم سے برخلاف ہیں چنانچہ انہوں نے ہمارے فتوی کے بالمقابل دو فتوے تحریر فرمائے ہیں۔ ایک فتوی خورد جو صرف دو ورقہ ہے اور چھپ گیا ہے دوسرا کلاں جسکو طبع کرانیکا مولوی صاحب ارادہ رکھتے ہیں۔ فتوی خورد مولوی صاحب نے صرف دو چار منٹ کے دیکھنے کیلئے ہمکو بھی دکھلانے کا احسان فرمایا جسکو ہمنے سرسری طور پر اونکے روبرو پڑھا۔ ہمنے ہر چند اصرار کیا کہ ایک کاپی عنایت ہو لیکن مولوی صاحب نے اس سے انکار فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کو اس فتوی کی صداقت پر پورا بھروسہ نہیں ہے ورنہ چھپوا کر اسکا نہ دکھلانا کوئی معنے نہیں رکھتا۔ اگر زر خالص ہے تو صرافوں کے دوکان پر اوسکے بھیجنے سے کیا خطرہ۔ اور فتوی کلاں اگرچہ ہمنے خود تو نہیں دیکھا لیکن ہمارے ایک دوست نے اوسکا خلاصہ ہمکو بتایا ہے۔ مولوی صاحب کے ہر دو فتوی میں جسقدر ہمکو ہمارے فتوی کے برخلاف شکوک نظر آئے ہیں ذیل میں انکا رفع کیا جاتا ہے۔ اُمید ہے کہ مولانا المکرم بعد پانے کافی جوابات اپنی غلط فہمی کے اپنے فتوی کو واپس لینگے اور ہمارے اس فتوی سے جو فقہاء سلف و خلف کا اجماعی فتوی ہے اتفاق کر لینگے۔ سو اونکو کچھ عار نہ ہوگی۔ ہمکو مولوی صاحب سے پوری امید ہے کہ وہ بعد ہو جانے پوری تشفی کے اپنی ضد پر قایم نہیں رہینگے۔ کیونکہ دینیات میں ضد کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں ہے اور یہ امر دیانت اور تقوی کے بہت برخلاف ہے۔

خیر مولوی صاحب اتفاق کریں یا نہ کریں ہم اپنا فرض سبکدوش ہونا لازمی سمجھتے ہیں۔ اور مولوی صاحب کے جملہ اعتراضات کا جو ہمارے فتوی کی نسبت اونہوں نے تحریر کئے ہیں جواب شافی دیتے ہیں۔ ناظرین خود انصاف کر لینگے۔ پہلے ہم مولوی صاحب کے اعتراضات یکجا لکھتے ہیں اوسکے بعد ترتیب وار ہر ایک کا جواب دیا جائیگا۔ اعتراضات یہ ہیں (۱) اس فتوی کی مدار حسن بن زیاد کی روایت پر ہے اور یہ روایت ظاہر الروایۃ کے برخلاف ہے۔ ظاہر الروایۃ شیخین سے یہی ہے کہ نکاح جائز اور ولی کو اعتراض کا حق باقی ہے۔ اور جب کہ ظاہر الروایۃ اور غیر ظاہر الروایۃ میں تعارض ہو تو عمل ظاہر الروایۃ پر ہوتا ہے (۲) حسن بن زیاد کی روایت شروح و فتاوی میں ہے اور دوسری بالمقابل روایت متون میں اور ما فی المتون مقدم علیٰ ما فی الشروح والفتاوی (۳) کفو کا اعتبار عجمیوں میں نہیں ہے بلکہ صرف عرب میں کفاءت معتبر ہو سکتی ہے۔ (۴) قاضی شرع کیلئے ضروری نہیں ہے کہ ینفذ احکام الشرع ویقیم الحدود کی تعریف اوسپر صادق آسکے۔ بلکہ جس شخص کو

مسلمان ملکر قاضی مقرر کر لین فسخ نکاح کا کام انجام دے سکتا ہے۔ اسلئے ظاہر الروایت پر عمل [illegible] نہ ماننا ناممکن نہین ہے

(۵) اس نزاع کی اصل بنا اوس خاص واقعہ پر ہے جو جکوال مین ہو گذرا ہے کہ ایک زینبہ عورت کو ایک [illegible] لیگیا اور بلا اذن اولیا اوسنے نکاح کیا اور ایک ہفتہ اسکے گہر بھی رہی پہر فوراً اسکو چہین لائے اور دوسری جگہ نکاح کر دیا بقضاء عدة کا انتظار بھی نہین کیا۔ اول تو نکاح اول صحیح تہا اگر فاسد بھی تہا تو عدة مین ثانی نکاح نہین ہوسکتا تہا +

پہلے اعتراض کا جواب ۔ ظاہر الروایة کی تشریح

اول اگر روایت حسن بن زیاد ظاہر الروایة کی خلاف تھی اور یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ ظاہر الروایة کی ہوتے غیر ظاہر الروایة پر عمل نہین ہوتا تو پہر کیون اکابر فقہاء نے اس روایت کو مفتی بہا ٹہیرایا کیا وہ اس مسئلہ سے نابلد تھے کہ غیر ظاہر الروایة ناقابل تعمیل ہوتی ہے۔ جبکہ فقہاء حنفیہ جو ان مسائل سے آپسے اور ہمسے زیادہ جاننے والے تہے روایت حسن بن زیاد کو واجب العمل ٹہیرا گئے تو انکے خلاف اب مولوی صاحب یہہ اعتراض وارد کرنیکی گنجایش نہین رکہتے۔ دوم روایت حسن بن زیاد بھی ظاہر الروایة ہے اسکو غیر ظاہر الروایة سمجہنا غلطی ہے کیونکہ ظاہر الروایة اون مسائل کا نام ہے جو حضرت امام اعظمؒ اور انکے شاگردون سے مروی ہے اور حسن بن زیاد بھی آپکے شاگردون مین سے ہین اور انکی روایت بھی ظاہر الروایة کی تعریف مین آسکتی ہے جیسا کہ فاضل شامی نے تصریح فرمادی ہے۔ الاولی مسائل الاصول وتسمی ظاہر الروایة ایضاً وهی مسائل مرویة عن اصحاب المذهب وهم ابو حنیفة وابو یوسف ومحمد ویلحق بهم زفر والحسن بن زیاد وغیرهما ممن اخذ عن الامام ۱۲ شامی جلد اول صفحہ ۱ مطبوعہ مصر۔ ترجمہ: پہلا قسم مسائل اصول ہین جنکو ظاہر الروایة بھی کہا جاتا ہے اور وہ ایسے مسائل ہین جو صاحبان مذہب سے مروی ہون اور وہ امام اعظمؒ اور انکے شاگرد ابو یوسف ومحمد ہین اور انہین مین شامل ہین زفر اور حسن بن زیاد اور انکے سوا اور لوگ بھی جو حضرت امامؒ سے روایت کرتے ہین ۱۲۔

اب جبکہ حسن بن زیاد انہی لوگون مین شامل ہین جنکی روایات ظاہر الروایة اور مسائل اصول کہلاتی ہین تو پہر انکی روایت کو غیر ظاہر الروایة کہنا صحیح نہوگا۔ شیخین کی روایت معہودہ کو اسلئے ظاہر الروایة نہین کہا گیا کہ اوسکے مقابل حسن بن زیاد کی روایت غیر ظاہر ہے بلکہ اوس روایت کو ظاہر الروایة کہنا بہ نسبت اوس دوسری روایت امام ابو یوسف کی ہے جو اس روایت مشہورہ کے علاوہ اون سے اسکے خلاف مروی ہے جسکو صاحب ہدایہ نے صریحاً بیان فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ وعن ابی یوسف انہ لا ینعقد الا بولی ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۲۔ آپ یقین فرماوین کہ روایت حسن بن زیاد ظاہر الروایة ہے جسکی تائید مین دوسری غیر ظاہر الروایة ابو یوسف سے موجود ہے اسلئے اسپر فقہاء نے عمل کیا اور اسکو مفتی بہا ٹہیرایا کیونکہ ہرچند پہلی روایت شیخین بھی ظاہر الروایة ہے لیکن جبکہ اوسکے مقابل دو روایتین موجود ہین ایک غیر ظاہر الروایة (جو ابو یوسف سے مذکور ہوچکی ہے) اور دوسری ظاہر الروایة (جو حسن بن زیاد کی روایت ہے) تو پہر قوة مین ان روایات مخالفہ سے راجح نہین ہوسکتی کیونکہ دو ضعیف بہی ملکر ایک قوی سے غالب ہوتے ہین۔

یہ جائیکہ ایک طرف ایک ہی اور دوسری طرف ایک اسی کی ہم پلہ اور ساتھ اسکی ایک اور بھی جمع اور ہے تو تین کم ہی کیوں نہ موجود ہے۔ اور علاوہ اسکے حسن بن زیاد کی روایت درایۃ بھی مطابق اور مصلحت وقت کے عین موافق ہے۔ اسلئے اگر اسکو غیر ظاہر الروایۃ بھی مانا جائے تو بھی واجب العمل یہی ٹھیریگی جیسا کہ شامی نے لکھا ہے۔ وفی شرح المنیۃ ولا ینبغی ان یعدل عن الدرایۃ اذا وافقتہا روایۃ ۱۲ شلبی جلد اول صفحہ ۴۰۔ نیز روایت حسن بن زیاد مدلل اور معلل ہے جیسا کہ شمس الائمۃ سرخسی نے بیان فرمایا ہے اور یہ بھی ایک ترجیح کی بھاری وجہ ہے۔ شامی کہتا ہے۔ وکذا لو عللوا احدهما دون الآخر کان التعلیل ترجیحا للمعلل کما افادہ الرملی ۱۲۔ اور ایک اور وجہ ترجیح کی یہ بھی اس روایت میں ہے کہ اکثر فقہاء کا اسی پر عمل ہوا ہے اور اکثرین کا قول ہمیشہ راجح ہوتا ہے۔ شامی نے لکھا ہے۔ وکذا لو کان احدهما قول الاکثرین ۱۲۔ شامی جلد صفحہ مذکور +

دوسرے اعتراض کا جواب متون و شروح و فتاوی کا مقابلہ

اول تو یہ صحیح نہیں ہے کہ حسن بن زیاد کی روایت متون میں مذکور نہیں ہے بلکہ وقایۃ الروایۃ متن شرح الوقایہ اور تنویر الابصار متن درمختار نے اس روایت کو لیا ہے پھر یہ کہنا نادرست ہے کہ یہ روایت صرف شروح و فتاوی میں ہے نہ متون میں اور دوسری روایت متون میں ہے۔ وما فی المتون الخ۔ یہاں ہرگز متون و شروح و فتاوی کا مقابلہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک طرف صرف ایک دو متون ہیں اور اس طرف ثانی متون و شروح و فتاوی ہیں۔ پھر آپ خود خیال فرمالیں کہ ترجیح کسے ہے۔ دوم اگر مان لیا جاوے کہ یہاں متون ایک طرف اور شروح و فتاوی دوسری طرف ہیں تو بھی مخالف کوئی فائدہ اٹھا نہیں سکتا کیونکہ ما فی المتون مقدم علی الشروح والفتاوی کا مسئلہ ہر جگہ جاری نہیں ہے۔ بلکہ بعض دفعہ شروح و فتاوی کا مسئلہ راجح ہو جاتا ہے جبکہ اس طرف تصحیح اور افتاء کے لفظ کی تصریح ہو۔ جیسا کہ ما نحن فیہ میں ہے۔ فاضل شامی نے اسبارہ میں یوں تصریح فرمائی ہے ان ما فی المتون مقدم علی ما فی الشروح وما فی الشروح مقدم علی ما فی الفتاوی لکن هذا عند التصریح بتصحیح کل من القولین او عدم التصریح اصلا اما لو ذکرت مسئلۃ فی المتون ولم یصرحوا بتصحیحها بل صرحوا بتصحیح مقابلها فقد افاد العلامۃ قاسم ترجیح الثانی لانہ تصحیح صریح وما فی المتون تصحیح التزامی والتصحیح الصریح مقدم علی التصحیح الالتزامی ای التزام المتون ذکر ما هو الصحیح فی المذهب ۱۲ شامی جلد اول صفحہ ۴۸ مطبوعہ مصر۔ ترجمہ۔ متون کا مسئلہ شروح پر اور شروح کا فتاوی پر مقدم ہوتا ہے لیکن تب اسوقت ہے کہ دونو قولوں پر صریح تصحیح بیان ہو۔ یا کسیطرف بھی اسکی تصریح نہ ہو۔ اور اگر متون میں ایک مسئلہ مذکور ہوا اور اسکی تصحیح پر تصریح نہوئی ہو بلکہ دوسری طرف شروح و فتاوی میں مقابل مسئلہ کی تصحیح پر تصریح ہوئی ہو تو جیسا کہ علامہ قاسم نے بیان فرمایا ہے ثانی یعنی شروح و فتاوی کے مسئلہ کی ترجیح ہوگی کیونکہ وہاں ظاہری تصحیح ہے اور ادہر یعنی متون کے مسئلہ کی تصحیح صرف التزامی ہے۔ اور تصحیح صریح التزامی تصحیح پر مقدم ہوا کرتی ہے

بلکہ ہمیں حسن بن زیاد کی روایت پر تصحیح صریح موجود ہے پس متون میں بھی اگر ظاہر الروایۃ یہ مروایت معہودہ
کو نہیں لیا گیا ہے کوئی لفظ الفاظ تصحیح و ترجیح سے بیان نہیں ہوا ہے پھر حسب قاعدہ مسلمہ فقہاء جسکا ذکر عبارت منقولہ بالا میں بصراحت
آچکا ہے روایت حسن بن زیاد ہی راجح ہوگی اور دوسری روایت ناقابل عمل اور مرجوح ٹھہر جائیگی کیونکہ حسن بن زیاد کی روایت کی
تصحیح صریح کتب معتبرہ متون شروح و فتاویٰ میں آچکی ہے اور متون میں دوسری مخالف روایت کی تصحیح صریح موجود نہیں ہے
اور تصحیح اگر ہے الفاظ میں ہو جو بعض سے بعض آکد ہیں سب سے مؤکد تر لفظ وبہ یفتی کا ہے اور اسی لفظ کے ساتھ حسن بن زیاد کی روایت
کی تصحیح صریح ہوئی ہے در مختار میں ہے۔ اما العلامات للافتاء فقوله وعليه الفتوى وبه يفتى وبه ناخذ وعليه الاعتماد وعليه
عمل اليوم وعليه عمل الامة وهو الصحيح او الاصح او الاظهر او الاشبه او الاوجه او المختار ونحوها مما ذكر في حاشية
البزدوي الخ وقال شيخنا الرملي في فتاويه وبعض الالفاظ آكد من بعض فلفظ الفتوى آكد من لفظ الصحيح والاصح
والاشبه وغيرها ولفظ وبه يفتى آكد من الفتوى عليه ۱۲ در مختار۔ مولوی صاحب مخالف نے اپنے فتوی کے مضمون میں یہ بھی
تحریر فرمایا ہے کہ صاحب کنز اور قدوری نے روایت حسن کو نہیں لیا۔ اسلئے یہ روایت ضعیف ہے سو واضح ہو کہ صاحب کنز اور قدوری تو
ناقلین ہیں جیسے چھٹے طبقہ فقہاء میں داخل ہیں اور قاضی خان تیسرے طبقہ میں جو مجتہدین فی المسائل کا طبقہ ہے پھر قاضیخان جو صاحب
کنز اور قدوری سے دو تین درجے اونچے ہیں انکے مقابلہ میں کنز اور قدوری کا نام لینا ٹھیک نہیں ہے جبکہ قاضی خان نے
روایت حسن کو مفتی بہا قرار دیا تو کوئی حرج نہیں کہ کنز یا قدوری میں اس روایت کا تذکرہ نہ ہو فقہاء میں قاضی خان کا
جو کچھ مرتبہ ہے وہ اسے ظاہر ہے کہ وہ مجتہدین فی المسائل میں شمار ہیں اور طبقہ فقہاء میں تیسرا طبقہ ہے جیسا کہ شامی میں
ہے۔ الثالثة طبقة المجتهدين في المسائل التي لا رواية فيها عن صاحب المذهب كالخصاف وابي جعفر الطحاوي وابي الحسن الكرخي
وشمس الائمة الحلواني وشمس الائمة السرخسي وفخر الاسلام البزدوي وفخر الدين قاضيخان وامثالهم ۱۲ شامی جلد اول
صفحہ ۴۹۔ قدوری و کنز جن میں مصنف صاحب کنز چھٹے طبقے میں داخل ہیں جیسا کہ شامی جلد مذکور صفحہ ۸۰ میں ہے۔ الخامسة
طبقة اصحاب الترجيح من المقلدين كابي الحسن القدوري وصاحب الهداية وامثالهما ۱۲۔ والسادسة طبقة المقلدين القادرين
على التمييز بين الاقوى والقوي والضعيف وظاهر المذهب والرواية النادرة كاصحاب المتون المعتبرة من المتأخرين
مثل صاحب الكنز وصاحب المختار وصاحب الوقاية ۱۲۔ اب بطور انصاف فرمائیں کہ قاضیخان کس درجہ کے فقیہ ہیں اور صاحب کنز و قدوری تو
ان سے کم درجہ پر شمار ہیں اور باوجود اسکے قدوری اور صاحب کنز نے دوسری روایت کی تصحیح یا روایت حسن کی تضعیف بھی تو نہیں
کی پھر صرف روایت حسن کے ذکر نہ کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انکے نزدیک روایت ضعیف سمجھی گئی ہے علاوہ اسکے شمس الائمہ سرخسی نے جو
مثل قاضیخان کے مجتہدین فی المسائل تیسرے طبقہ کے فقیہ ہیں قاضیخان کے فتوی سے اتفاق فرمایا کہ اسکی اور بھی قوت بڑھ گئی ہے شمس الائمہ

سرخسی وہ فاضل فقیہ ہین جو مبسوط سرخسی جیسی مستند کتاب کے مصنف ہین انکی اس تصنیف کی نسبت فاضل شامی ایک علامہ فقیہ کی راے
یون لکہتا ہے ۔ قال العلامة الطرسوسی مبسوط السرخسی لا یعمل بما یخالفه ولا یرکن الا الیه ولا یفتی ولا یعول الا علیه شامی جلد [illegible] صفحہ [illegible]
ترجمہ کیا ہی علامہ طرسوسی نے مبسوط سرخسی ایک ایسی کتاب ہے کہ اسکی مخالف عمل کرنا ناجائز ہے یعنی نہایت صحیح مفتی بہا ہے [illegible] تصنیف کے
اب کوئی قیاس کر سکتا ہے کہ ایسے فاضل فقیہ جسکی ایک مبسوط کتاب مجموعہ روایات مفتی بہا ہو اور جسکی تمام روایات کی نسبت ضعف کا گمان
کرنا ہی غلط اور اسکی مخالف عمل کرنا ناروا ہو پہر وہ ایک روایت ضعیف القبول مخالف کو مفتی بہا قرار دیدیوے انصاف [illegible]
کسی کی جرات نہین کہ قاضی خان اور فاضل سرخسی اور انکی بعد تمام دیگر فقہا کو فتوے کی تنسیخ کرکے مخالف غور کرے اور بہ غور کرے

تیسری اعتراض کا جواب ۔ عجم مین کفاءة کا اعتبار

یہہ مسئلہ کہ عجم مین کفاءة غیر معتبر ہے تعجب ہے کہ مولویصاحب نے کس ثبوت پر لکہا ہے ۔ کیا یہان مانی المتون الخ کا سہو غلط ہو گیا ہے تمام
مسئلہ مین متون و شروح و فتاوی سب متفق ہین کہ کفاءة عرب و عجم دونو مین معتبر ہے ۔ اور قیاس بہی نہین چاہتا کہ خدا کے مسلمان
بندون مین عرب و عجم کی دیار کے اختلاف کی سبب ایسی تفریق روا رکہی جاوے ۔ کیا عجمی خدا کے بندے نہین یا انکے لئے کوئی اور شرع ہے
کیا اہل عجم سب بے عزت اور بیغیرت ہین کہ انکو غیر کفو مین اپنی بیٹیان دینے سے عار نہین شرع شریف نے ایسی کوئی تفریق نہین
رکہی اور نہ یہ مسئلہ ہے حقیقت مین مفتی بالمقابل کی سمجھ کا قصور ہے مسئلہ ایسا نہین جیسا انہون نے سمجہا ہے بلکہ ثابت یہ ہے کہ کفاءة عرب
عجم دونو مین برابر معتبر ہے ۔ ہان بمقتضائی اسکے کہ ہر ملک کے رسم ہر رسم یہہ ضرور ہے کہ عرب کی کفاءة کا مدار زیادہ تر انساب پر ہے اور انکا
تفاخر زیادہ تر نسبون پر ہوتا ہے ۔ اسلئے مقدم تر کفاءة مین وہان نسب کا لحاظ ہے اور اہل عجم مین انساب کا چندان صحیح ہونا
نہین رہا بہت کچہہ خلط ملط ہو گیا ہے سلئے انساب کے سوا باقی امور مین جسکا بیان بحوالہ عبارات کتب معتبرہ ذیل مین آتا ہے اہل عجم
مین کفاءة کا لحاظ بہت ضروری ہے ۔ اور ظاہر ہے کہ اہل عجم مین ابتک اور رغبت کا مدار زیادہ تر حرفہ اور صناعت پر ہے بہت سے
لوگ جو اپنی انساب اعلی بیان کرتے ہین مثلاً کوئی جنجوعہ اور کوئی ماہر اور کوئی بہٹی وغیرہ اپنے آپکو لکہاتے ہین لیکن حرفہ مین
وہ ماچہی یا ولی تیلی پائے جاتے ہین تو انکی قومیت کا لحاظ حرفت کے مقابلہ مین ہیچ ہوگا ۔ اور عرب مین زیادہ مدار اصل نسب پر ہے
چنانچہ قریش ایک اعلی نسب ہے ۔ باقی سب ان سے نیچے ہین اب نسب قریش سے اگر کوئی شخص کوئی حرفہ اختیار کرے اوسکی شرافت
مسلوب نہین ہو سکتی وقس علی ہذا مفتی بالمقابل کو یہہ سخت دہوکا ہوا ہے کہ عجم سے کفاءة کا اعتبار اونہون نے بالکل مفقود ہی کر دیا
نہین صاحب ہرگز نہین اوس مسئلہ کی صلیت جسکا معنے آپنے نہین سمجہا تو صرف اسقدر ہے کہ اہل عجم مین اب بجائے نسب کے حرفہ وغیرہ
کا اعتبار زیادہ ہی ۔ فان العجم ضیعوا انسابهم ۔ یعنی عجمیون نے اپنی انساب تلف کر دی ہین چنانچہ خلوص نسب کا لحاظ انہین مطلقاً
نہین رہا اگرچہ مفتی بالمقابل کا یہ مسئلہ بالکل غلط ہی کہ عجم مین کفو کا اعتبار نہین ہے لیکن پہر بہی اونکی غلط فہمی رفع کرنے اور نظر [illegible]

وتعتبر نسباً الخ کے بعد تحریر کیا ہے کہ وھذا فی العرب ۱۲ اور بقیہ امور کے ذکر کے ابتدا میں یہ لکھا ہے۔ واما فی العجم فتعتبر حرفۃ واسلاماً الخ۔ اور پھر دیانۃ کے موقعہ پر صاحب در مختار نے یوں لکھا ہے وتعتبر فی العرب والعجم دیانۃ ۱۲۔ اور حرفہ کی تشریح میں صاحب در مختار نے صاف تحریر کر دیا ہے کہ فمثل حائک غیر کفو لمثل خیاط ولا خیاط لبزاز وتاجر ولا ھما لعالم وقاضی ۱۲ در مختار اور فاضل شامی نے تو اس مسئلہ کو بہت بسط سے لکھا ہی جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔ ان حرفہ کے بارہ میں صاحب ہدایہ نے امام صاحب دو روایتوں کا ذکر کیا ہے اور صاحبین کا اتفاق اس روایت پر لکھا ہے کہ حرفہ کا عجم میں ضرور اعتبار ہے جیسا کہ ہدایہ جلد ثانی صفحہ ۱۲ پر لکھا ہی۔ وتعتبر فی الصنائع وھذا عند ابی یوسف ومحمد رحمھما اللہ وعن ابی حنیفۃ فی ذلک روایتان۔ لیکن اسمین کوئی شک نہیں کہ اس بارہ میں فتوی اس پر فقہاء نے دیا ہے کہ حرفہ کا لحاظ عجم میں ضرور ہے جیسا کہ صاحب وقایۃ الروایۃ نے وبہ یفتی صریحاً لکھا ہی۔ اور قاضیخان نے اسکی صحت پر صریح فیصلہ کر دیا ہے دیکھو قاضی خان جلد ۱ صفحہ ۱۶۲ پر عبارت ذیل۔ ومنھا الحرفۃ فی ظاہر الروایۃ عن ابی حنیفۃ رح لا یعتبر الحرفۃ ویکون البیطار کفواً للعطار وفی قول محمد وابی یوسف وواحد الروایتین عن ابی حنیفۃ رح صاحب الحرفۃ الدنیئۃ کالبیطار والحجام والحائک والکناس والدباغ لا یکون کفواً للعطار والبزاز والصراف وھو الصحیح لان الناس یستنکفون عنھم وقیل ھذا اختلاف عصر وزمان فی زمن ابی حنیفۃ کانوا لا یعدون الدناءۃ فی الحرفۃ منقصۃ وبعد ذلک فی زمانھما ۱۲ قاضی خان۔

اب اسقدر تشریح اور نقل عبارات متون و شروح و فتاوی کے بعد امید ہے کہ مخالف کی پوری تسلی کے لئے کوئی امر باقی نہیں رہا۔ اب بھی اگر وہ یہ ضد کریں کہ کفاءۃ عجم میں معتبر نہیں ہے تو پھر یہ کہنا پڑیگا کہ انکو فقہ کی کسی کتاب متون و شروح و فتاوی پر بھی اعتبار نہیں ہے۔ اور انکا یہ قول دعوی بلا دلیل روایت و درایت کے خلاف بالکل ناقابل التفات ہی۔ مخالف کے اعتراض ثالث کا جواب شافی ہو چکا ہے۔ اب چوتھے اعتراض کا جواب سنئے۔

چوتھے اعتراض کا جواب قاضی شرع کی صحیح تعریف

اسمین کوئی شک نہیں ہے کہ آجکل کوئی شخص شرعی قاضی کا مصداق نہیں ہو سکتا اور نہ ایسا کوئی شخص ذی اختیار ہے جو فسخ نکاح کا کام کر سکے۔ فسخ نکاح کا کام اوسی شخص کے سپرد ہو سکتا ہے جو اسلامی سلطنت کی طرف سے ذی اختیار قاضی ہو اور جسکو دیوانی فوجداری مقدمات کے فیصل کا پورا اختیار ہو۔ جبتک مجسٹریٹ درجہ اول بلکہ سشن جج کے اختیارات قاضی نہ رکھتا ہو وہ کبھی بھی قاضی شرع نہیں کہلا سکتا اور اوسپر قاضی کی تعریف جو کتب شرع میں لکھی ہی صادق نہیں آسکتی ہمارے محترم مولوی صاحب مفتی بالمقابل نے اس مسئلہ میں سخت غلطی اختیار کی ہی کہ وہ فرمانے لگے ہیں کہ فی زماننا قاضی شرع متحقق ہو سکتا ہے اور فسخ نکاح کا کام کر سکتا ہی کیا اس موقعہ پر مولوی صاحب موصوف ما فی المتون الخ کا مسئلہ پھر بھول گئے ہیں کہ قاضی کی تعریف یوں کرنے لگے ہیں کہ قاضی وہ ہو سکتا ہے

جبکو مسلمان ملک مقرر کرین جیسا کہ اقامت جمعہ مین کیا جاتا ہے۔ فرمائیے تو یہی کہ کسی شخص کو قاضی بنایا ہے۔
تو صاحب کنز نے تو قاضی کی تعریف مصر کی تعریف کے ضمن مین صاف یون کہدی ہے کہ قاضی وہی ہے جو احکام شرع نافذ
کر سکتا اور حدود شرعی جاری کر سکتا ہے علاوہ اسکے دیگر کتب معتبرہ فقہ مین بھی یہی تعریف قاضی کی ہے پھر معلوم نہین کہ مفتی
بالمقابل صاحب نے یہ نئی تعریف حسب مدعا کہان سے پیدا کرلی ذیل مین چند عبارتین لکھی جاتی ہین جس سے
سمجھ مین آسکتا ہے کہ انکو معلوم ہو کہ قاضی کی تعریف متون شروح و فتاوی مین کیا ہے اور مفتی بالمقابل صاحب کی تعریف
وغیرہ کے خلاف ہے (۱) شرط ادائہا المصر وھو کل موضع له امیر وقاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود کنز
صفحہ ۴۴ باب الجمعة (۲) وشرط ادائها المصر فنائه شرط اختلفوا فی تفسیر المصر فعند البعض ھو موضع له امیر و
قاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود وعند البعض الخ شرح الوقایہ صفحہ ... (۳) وحد الجامع کل موضع له امیر
قاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود ۱۲ الھدایہ جلد اول صفحہ ... (۴) ولا یکون الموضع مصرا فی ظاهر الروایة الا
ان یکون فیه مفت وقاض یقیم الحدود وینفذ الاحکام ۔ قاضی خان جلد ا صفحہ ...

اب ان عبارات سے آپکو واضح ہو گیا ہوگا کہ قاضی کی تعریف جو مصر کی تعریف کے ضمن مین بیان کی گئی ہے یہی قاضی شرع کی تعریف
ہے اور یہ تعریف آجکل کسی قاضی و مفتی پر صادق نہین آسکتی ہے۔ اگرچہ مصر کی تعریف مین تو اختلاف ہے کسی نے یہ تعریف کی ہے
کسی نے مالا یسع اکبر مساجدہ اھله کی ہے لیکن قاضی کی تعریف کتب معتبرہ مین یہی ہے کہ ینفذ الاحکام ویقیم
الحدود ۱۲۔ اب جو لوگ جمعہ کو دیار ہند مین پڑھنا فرض سمجھتے ہین انہون نے مصر کی تعریف دوسری اختیار کی ہے۔ لیکن
مولوی صاحب مفتی بالمقابل کے سوا قاضی شرع پیدا کرنیکی جرأت کسی نے نہین کی اور قاضی بنانا مولوی صاحب اس امر پر متنبہ
کردون کہ آپ جو آجکل چکوال مین جمعہ دو فرض سمجھکر پڑہتے ہین ظاہر الروایۃ کی مخالفت فرماتے ہین حالانکہ آپکا مذہب ہے
کہ ظاہر الروایۃ کو کسی حال مین چھوڑا نہ جاوے ظاہر الروایۃ کے مطابق جیسا کہ قاضی خان اسپر صاف تصریح کردی ہے مصر کی
تعریف ہرگز آپکے قصبہ چکوال پر صادق نہین آسکتی ہے کیونکہ ظاہر الروایۃ مین مصر کی تعریف یہی ہے کہ کل موضع له امیر وقاض
ینفذ الاحکام الخ۔ اور دوسری تعریف یعنی مالا یسع اکبر مساجدہ اھله یا کوئی اور تعریف جو آپ اپنے قصبہ پر صادق
فرمائینگے وہ خلاف ظاہر الروایۃ ہوگی اور آپکو یہان لینا پڑیگا کہ کبھی ضرورت وقت اور مصلحت موقعہ کیوجہ ظاہر الروایۃ کا خلاف کرنا
پڑتا ہے۔ فتدبر۔ فی الجملہ قاضی شرع کی تعریف صحیح یہی ہے جو اوپر کتب معتبرہ کی صریح عبارات مین دکھلائی گئی ہے۔ اور یہ تعریف
آجکل کسی شخص پر صادق نہین آسکتی۔ اور اسی تعریف کے مصداق قاضی کے سپرد فسخ نکاح کا معاملہ ہو سکتا ہے۔ جو اگر متعاقدین
اپنی رضی سے فسخ کرانا نہ بھی چاہین تو حکماً اور جبراً بھی فسخ نکاح کردے۔ اور آپ جانتے ہین کہ جب کسی امر مین نزاع شروع ہو جاتے

پھر اپنی مرضی سے فسخ نکاح پر کوئی شخص راضی نہیں ہو سکتا۔ اور جب متعاقدین راضی نہیں تو پھر فسخ کرنا آجکل کے فرضی قضاۃ کی قابلیت
سے باہر ہے۔ پھر اگر اپنی تحلیف کر کے (قوی تعریف پیدا کرے) اگر کوئی شخص قاضی شرع بنا بھی لیجاوے تو وہ کسی کام کا نہیں ہے
کیونکہ اگر متعاقدین راضی ہو جاوین تو پھر طلاق اور متارکت سے بھی تفریق ہو سکتی ہے۔ قاضی کی حاجت نہیں اور اگر متعاقدین
راضی نہیں تو قاضی جی کی قضا ختم۔ پھر ایسے قاضی کا وجود و عدم برابر ہے۔ قاضی شرع آجکل مفقود ہے اور محکمہ قضا فسخ معدوم
پھر روایت جواز نکاح غیر کفو و فسخ نکاح پر عمل متعذر ہے۔ سب اسکے سوا اور کوئی تدبیر نہیں کہ حسن بن زیاد کی روایت پر عمل
کیا جاوے جس پر فقہاء کا اجماعی اور قطعی فتوی ہو چکا ہے۔ یہ بات کہ قاضیان شرع پنجاب و ہند مین معدوم ہیں تمام محققین فضلاء
وقت نے مان لیا ہوا ہے۔ اور زبدۃ المحققین فاضل لوذعی مولانا مولوی محمد عبدالحی صاحب لکھنوی مرحوم اپنے فتاوی میں صاف
تصریح فرما گئے ہیں کہ ہندوستان میں کوئی شخص قاضی شرع کا مصداق نہیں ہے دیکھو جواب استفتا و نمبر ۱۰ مجموعۃ الفتاوی
مولوی عبدالحی صاحب صفحہ ۱۶۸ جلد دوم۔ پھر مناسب ہے کہ یا تو مولوی صاحب مفتی بالمقابل اسکے کہ قاضی شرعی فی زماننا
متحقق ہو سکتا ہے اور فسخ نکاح کرا سکتا ہے رجوع فرما لیوین اور یا متون و ظاہر الروایات سے کوئی ثبوت پیش کرین اور اگر کوئی
ضعیف و سقیم روایت کسی غیر مشہور فتاوی سے نقل فرماوینگے تو ہرگز مقبول نہیں ہوگی اور انکا بنا مسلمہ و منافی المتون
الخ۔ اس امر کا حارج ہوگا کہ متون و شروح و فتاوی کی مسلمہ تعریف قاضی ہو عام اس سے کہ کسی ایسے ویسے فتاوی کا حوالہ دیکر پیش کر
ہو سکیں +

پانچوین اعتراض کا جواب انتظار عدۃ کی بحث

ہر چند اس سوال کو اصل مسئلہ سے چندان تعلق نہیں ہے۔ بلکہ یہ واقعات کی بحث ہے اور واقعات کی نسبت بحث کرنیکا اوسوقت
حق حاصل ہو سکتا ہے جبکہ کوئی شخص قطع نزاع کیلئے برضائے متخاصمین حکم بنایا گیا ہو اور آنے واقعات کی بخوبی تحقیقات کرلی
ہو۔ سو ہمارے محترم مولوی صاحب اس جھگڑے مین حکم نہیں بنائے گئے اور نہ انہوں نے تحقیقات حسب ضابطہ شریعت فرمائی ہے لیکن
پھر بھی جب مولوی صاحب بقول شخصے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا واقعات پر بحث کر کے اپنی مطلب براری کیلئے حیلہ پیدا کرنے چاہتے
ہین اور جب نکاح غیر کفو کی جواز کو ثابت کرنیکے لئے بہت سی مشکلات دیکھتے ہین تو جھٹ ادھر سے دم چرا کر واقعات کی ابہیم
کرنیکی طرف دوڑتے ہین۔ اسلئے ضرور ہوا کہ مولوی صاحب کی اس عذر پر بھی غور کیجاوے اور انکو سمجھا دیا جاوے کہ واقعات کی
اصلیت جو کچھ آجتک ہمین معلوم ہوئی ہے وہ ہرگز آپکے مفید نہیں ہے۔ مجموعہ واقعات متعلقہ مقدمہ کی نسبت معتبر شہادت سے
اطلاع ملی ہے کہ اولاً جبکہ وہ جولاہا شخص منہاز عورت کو پھسلا کر لیگیا اور جاکر بلا رضا مندی اولیا عورت کا نکاح پڑھ گیا تو
زمیندار پہلی جناب کے پاس مشورہ لینے گئے۔ اور آپنے انکو فرمایا کہ جسطرح ہو عورت چھین لو۔ یہ نکاح غیر کفو مین ہوا ہے۔ اس لئے
باطل ہے۔ جب انہوں نے عورت حسب ارشاد گرامی پادلیون سے چھین لی اور پھر آپکے پاس گئے تو آپنے حکم دیا کہ دوسری جگہ اسکا

نکاح پڑھو۔ چنانچہ اون شخص کو جسنے نکاح پڑہا۔ جو کہ ایک سید امام مسجد ہے۔ انہون نے فرمایا کہ نکاح جاکر تم پڑہو۔ چنانچہ نکاح
پڑہا گیا۔ اور اوسوقت آپنے عدہ کی انتظار کا کوئی حکم نہ دیا۔ تو پہر اب آپکا عدہ کی انتظار کا مسئلہ اوس پہلے حکم کے منافی ہے۔
میرے پاس ایک معتبر شخص پنشنر ڈاکٹر کے ہاتھہ کی لکھی ہوئی شہادات گواہان اسوقت موجود ہین جو واقعہ بالا کی حرف بحرف
تصدیق کرتی ہین اور جسکو ہم بوقت ضرورت مولوی صاحب کیخدمت مین پیش کر سکتے ہین۔ دوم آپ جانتے ہین کہ نکاح غیر کفو فاسد
نکاح تہا اور نکاح فاسد مین عدہ کا ہونا مشروط بالشرط ہے اور وہ یہ کہ دخول حقیقی ثابت ہو لیکن مقدمہ معلومہ مین آپکے
ہاتھہ مین دخول حقیقی پر کوئی ثبوت نہین ہے۔ عورت منکر ہے اور واقعات بھی عورت کی صداقت کے گواہ ہین کیونکہ عورت
رضا و رغبت سے نہین گئی تھی کہ ایسکے ہان جولاہے کے گھر مین جاکر اوسے آباد ہوتی عورت چوری اغوا کی گئی اور پہر میان جولاہا کی
ورثاء عورت کی دہشت سے اوسان خطا ہو رہے تہے۔ اور اسکے سر پر گویا محشر برپا تھی۔ عورت کہین دیہات مین چہپائی جا رہی تھی
اور میان جولاہا گہر مین بیٹھے تہرا رہے تہے اور اسکو اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے تہے اور وہ ہر وقت اسی انتظار مین تہا کہ وارثان
عورت لے گئے اور غریب جولاہا مارا گیا۔ ورثاء عورت عورت کی تلاش مین تہے جون ہی جولاہے عورت کو گہر مین لائے
اوسیوقت ورثاء اطلاع پاکر راتو رات جولاہا کے گہر مین کود پڑے اور عورت کو چہین لائے۔ یہ ہرگز ممکن نہین ہے کہ ایسی مضطربانہ حالت
مین جولاہا کو عورت کی طرف نظر کرنیکا بھی ہوش رہا ہو۔ اور آپ اس قوم کی دلیری کا حال تو جانتے ہی ہین پہر صرف اسی
وہم پر کہ چونکہ عورت جولاہا کے پیچہے نکل گئی تہی یہ عمل بھی ضرور ہوا ہوگا کیا حکم ہو سکتا ہے۔ آپ جانتے ہین کہ شریعت مین
وہمی مسایل کا گذر نہین ہو سکتا اور ظنون اور احتمالیات کی یہان دال نہین گلتی شریعت تو قطعی ثبوت مانگتی ہے۔ آپ
جبتک عینی شہادت کی رو سے دخول حقیقی ثابت نہ کرینگے۔ عدہ والی نکتہ چینی کرنیکا حق نہین رکہتے مرد کا قول اس بارہ
مین ہرگز مقبول نہ ہوگا۔ اور بوقت عدم ثبوت قول عورت بالحلف معتبر سمجہا جائیگا۔ کیونکہ عورت کا قول ظاہر کے
مطابق ہے اور مرد کا قول خلاف ظاہر کیونکہ ظاہر امر نکاح فاسد مین یہی ہے کہ وطی نہ ہو۔ سوم مرد مدعی اور عورت
منکر ہے۔ اور مرد اپنے اثبات دعوی کیلئے شہادت پیش کرنیسے جب عاجز ہوا تو حسب قاعدہ مسلمہ الیمین علی من انکر
عورت کا قول حلفی مسموع ہوگا۔ یہہ مسئلہ کہ نکاح فاسد مین وجوب عدہ کیلئے دخول حقیقی کا ہونا ضروری ہے فقہ کی معتبر
کتابون مین موجود ہے آپکی تسلی کیلئے ذیل مین عبارت فتاوی شامی لکھدی جاتی ہے۔

قولہ۔ وعدۃ المنکوحۃ الخ مبتدا خبرہ قولہ الآتی الحیض وہذہ الجملۃ بتمامہا مستغنی عنہا بقولہ سابقا
لکن ام لد مات عنہا مولاہا او اعتقہا وموطوءۃ بشبہۃ او نکاح فاسد فی الموت والفرقۃ ط۔ علی ان کلامہ
یوہم وجوب العدۃ فی النکاح الفاسد ولو قبل الوطی ولیس کذلک فانہا لا تجب فیہ بالخلوۃ بل بالوطی فی القبل شامی جلد ۲ صفحہ ۹۹۹

...رت سے بوضاحت ثابت ہوگیا کہ نکاح فاسد میں وجوب عدت دخول حقیقی پر موقوف ہے خلوت صحیحہ بھی یہاں کافی
نہیں ہو سکتی لہذا صرف مجرد عقد ہی جب عدت ہو سکتا ہے تو پھر جبتک آپ دخول حقیقی پر صحیح ثبوت نہ پہنچا سکیں
صرف وہم وخیال کی بنیاد پر زن مذکورہ عورت اور نکاح خوان وغیرہم کے ذمے یہہ الزام قایم نہیں کر سکتے کہ انہوں نے عدت میں
نکاح پڑھا ہے - آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہماری مقدس شریعت میں وہم وگمان پر کوئی حکم نہیں ہو سکتا اور رب العزت نے
ہمیں یہہ مسئلہ سمجھا دیا ہے کہ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا ۱۲ - الآیۃ - صرف وہمی گھوڑے دوڑانا اور کسی کے پیچھے
پڑ جانا اسلام میں سخت معیوب ہے - ہمیں توقع ہے کہ مولانا المکرم آئندہ ایسے معاملات میں احتیاط فرمایا کرینگے - آپ ماشاء اللہ عالم
شریعت ہیں پھر آپکے پاس جبتک کوئی مکمل ثبوت کسی امر کا نہ ہو ہرگز محض اٹکل اور خیال وہم پر کوئی حکم آپ نہیں فرما سکتے
اور یہ امر بھی عجیب تر ہے کہ آپ نے اوس شخص کو جسنے عورت کا دوسری جگہ نکاح پڑھا ہے دائرہ اسلام سے بھی خارج کر دیا
ہیں حالانکہ وہ شخص ایک مسلمان صالح سید اہلسنت نبوی ہے اور حافظ قرآن ہے - صرف اتنی بات پر کہ اوسنے ایک مفتی کی
روایت پر عمل کر کے نکاح غیر کفو کو باطل ٹہرا کر دوسری جگہ نکاح عورت پڑھ دیا ہے - اوس غریب کو اتنی سزا کہ وہ مسلمان ہی نہیں
رہا - جس جنازہ میں وہ شامل ہو وہ مردہ بھی نہ بخشا جاوے جس نکاح کی مجلس میں وہ بیٹھے نکاح ہی نہو - اوسکے پیچھے کوئی نماز نہ پڑھے
لاحول ولا قوۃ - عالم دین کا ایسی ضد - افسوس کہ ہمارے علماء وقت نے کفر کو اتنا سستا کر دیا ہے کہ بات بات میں تکفیر کا فتوی دیدیتے ہیں
اسلام کا تو یہ فرمان ہے کہ کسی اہل قبلہ کو کافر مت کہو کسی کلمہ گو مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج مت کرو اگر ننانوے وجہ
کفر کی ملیں اور ایک وجہ ایمان کی تو بھی اوس شخص کو مومن ہی سمجھو - اللہ تعالی فرماوے ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام
لست مومنا ۱۲ الآیۃ یعنی جو تمہیں سلام بجالاویں انکو بھی غیر مسلم مت کہو اور ہمارے مولوی صاحب انکی اپنی دلیری کہ شخص فی
انکے فتوی کے خلاف دگوانکا فتوی کیسا ہی غلط کیوں نہو) اوسنے عمل کیا کہ اوسکے ہاتھ سے اسلام جاتا رہا - صاحبان آپ
خاطر جمع رکھیں اسلام اور کفر آپکے ہاتھ میں نہیں ہے کہ جسپر آپ راضی ہو اوسکو اسلام کا تمغہ پہنا دیا بلکہ ایک غریب جاہل کو
کو بھی قاضی مفتی کی خطاب عطا فرما دیے - اور جسپر آپکی ذرہ سی خفگی ہوگئی اوسکا نام مسلمانوں کے رجسٹر سے فورا خارج کر دیا - ہمارے
علماء وقت کو صبغۃ شوق ایک مسلمان کو کافر بنانیکی ہوتی ہے اور ادنی ہوس ایک کافر کو مسلمان بنانیکی ہرگز نہیں ہوتی انا للہ وانا الیہ راجعون
ہمنے اب مسئلہ عدم جواز نکاح غیر کفو کو بفضل خدا ہر طرح سے مکمل کر دیا ہے - اور زبردست دلائل عقلیہ ونقلیہ سے اپنے مدعا کو
ثابت کر دیا اور مخالف کے جملہ شکوک کو رفع کر دیا ہے - میرے خیال میں مخالف کے ہاتھ میں ہمارے برخلاف کوئی دلیل باقی
نہیں ہے - ہاں ضد کے دور کرنیکے لئے کوئی علاج نہیں ہے - آئندہ ناظرین خود انصاف کر لیں کہ حق کس طرف ہے - اور قول خدا
قول رسول اور روایات فقہ کسکے موید ہیں - ہمنے جو کچھ لکھا نیک نیتی سے لکھا امید ہے کہ مولوی صاحب مخالف بھی اس تحریر کو

کسی کے دوش پر ہرگز محمول نہین فرماینگے اور نہ کچھ خدانخواستہ ہمکو مولوی صاحب ممدوح سے کوئی ذاتی کدورت ہے ہم
صاحب کو واجب التعظیم اور اپنا مہربان سمجھتے ہین اور مسائل مین اختلاف ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہیگا اور جبتک یہ اختلاف
نیک نیتی اور صفائی سے ہو عین سعادت ہے۔ واختلاف علماء امتہ رحمۃ۔ خدا نکرے کہ علمائے دین کا یہ اختلاف نفسانیت
اور بدخلقی کی اقتضا سے ہو۔ اب مین اپنے اس مختصر رسالہ کو ختم کرتا ہون اور قبل اسکے کہ ان فضلاء وقت کے اسمائے گرامی اور معزز
نامی پیش کروں جنہوں نے ہمارے فتوی عدم جواز نکاح غیر کفو کی تصدیق وتائید فرمائی ہے مناسب سمجھتا ہون کہ ایک محقق فاضل
علامہ اجل عالم المعی فاضل لوذعی مولانا الحاج مولوی محمد عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی علیہ رحمۃ اللہ القادر القوی کا وہ
فتوی بجنسہ نقل کردون جو مولانا مرحوم نے عدم جواز نکاح غیر کفو مین مفصل تحریر فرمایا ہے اور جو انکے فتاوی مین چھپا ہوا ہے

وہو ہذا

غیر کفو مین کبیرہ ثیبہ کا نکاح بغیر اذن ولی کے جائز نہین ہوتا اور کفائیت شرع مین دفع عار کے لئے معتبر ہوتی ہے اور وہ حق
اولیا کا ہے پس اگر عورت فاسقہ ہو اور اسوجہ سے کفایت کی پرواہ نہ کرے تو حق اولیا کا جو ثابت ہے ساقط نہین ہوتا اسوجہ سے
کہ درمختار مین لکھا ہے کفایت کیطرف ضمیر پھیر کر وہی حق الولی لا حقہا پس اگر بغیر اذن ولی کے عورت نے نکاح کیا ہے تو وہ
نکاح فاسد نہین ہے بلکہ بالکل باطل ہے اور تفریق قاضی کی ضرورت نہوگی بلکہ ابتداءً وہ نکاح کالعدم اور غیر منعقد سمجھا جائیگا
چنانچہ درمختار مین کبیرہ ثیبہ کے حق مین بعد بیان حکم صغیرہ کے لکھا ہے ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار
للفتوی لفساد الزمان ۱۲ شامی باب الولی مین اس محل کی شرح مین لکھا ہے۔ قولہ بعدم جوازہ اصلا ھذہ روایۃ
الحسن عن ابی حنیفۃ وھذا اذا کان لہا ولی لم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضی بعدہ ۱۲ بحر۔ آگے اسکو شامی نے
لکھا ہے۔ وقول البحر لم یرض بہ یشمل ما اذا لم یعلم اصلا فلا یلزم التصریح بعدم الرضی بل السکوت منہ لا یکون رضی
کما ذکرنا فلا بد حینئذ لصحۃ العقد من رضاہ صریحا علیہ فلو سکت قبلہ ثم رضی بعدہ لا یفید ۱۲ اور مختار کے قول
وھو المختار للفتوی کی تشریح شامی نے لکھا ہے وقال شمس الائمۃ وھذا اقرب الی الاحتیاط کذا فی تصحیح العلامۃ
قاسم ۱۲ فتاوی عالمگیری مین لکھا ہے۔ ثم المرأۃ اذا زوجت نفسہا فی غیر کفو صح النکاح فی ظاہر الروایۃ عن ابی حنیفۃ
وھو قول ابی یوسف آخرا وقول محمد آخرا ایضا حتی ان قبل التفریق یثبت فیہ حکم الطلاق والظہار والایلاء والتوارث
وغیر ذلک ولکن للاولیاء حق الاعتراض وروی الحسن عن ابی حنیفۃ ان النکاح لا ینعقد وبہ اخذ کثیر من
مشائخنا کذا فی المحیط والمختار فی زماننا روایۃ الحسن للفتوی وقال شمس الائمۃ السرخسی روایۃ الحسن اقرب
الی الاحتیاط کذا فی فتاوی قاضیخان فی فصل شرائط النکاح۔ ان روایتون سے معلوم ہوا کہ اوس عورت نے اگر

بلا اذن صریح ولی کے ادنیٰ شخص کے ساتھ نکاح کیا تو وہ نکاح باطل ہے اور قول مفتیٰ بہ کے موافق نکاح کا انعقاد نہیں ہوا۔ پس بغیر تفریق قاضی یا حاکم وقت عدت اوس سے جدا ہو سکتی ہے اس واسطے کہ یہ نکاح شرعاً نکاح نہیں اور محض باطل ہے اگر تحلیل زوج اول کے لئے کیا جاوے تو اسکے ذریعہ سے وہ عورت شوہر اول کے واسطے بذریعہ نکاح ثانی حلال نہیں ہو سکتی چنانچہ در مختار میں مذکور ہے یعنی شوہر اول کے واسطے اوس وقت میں حلال ہوتی جب نکاح شرعاً جائز ہوتا جب یہاں نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔ تو تحلیل کہاں ہوئی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی الی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔ ۱۲ مجموعہ فتاوی مولوی عبد الحی جلد ۲ صفحہ ۳۶۶۔

اب مولانا مولوی عبد الحی صاحب جیسے جید محقق فاضل محدث فقیہ کے ایسے صریح فتوی کے بعد بھی اس مسئلہ میں کچھ شک و شبہ کی گنجایش باقی رہ سکتی ہے ہرگز نہیں اور طرفہ یہ کہ مولانا مرحوم نے تو بکر بالغہ تو بجائے خود کبیرہ ثیبہ کی نسبت بھی صاف فتوی دیدیا ہے کہ اگر وہ بھی غیر کفو میں نکاح بلا اذن صریح ولی کے کرے تو نکاح باطل محض اور کالعدم ہوگا پھر نحن فیہ میں عورت بکر بالغہ کا نکاح غیر کفو میں بلا اذن اولیاء کے کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ فضلاء وقت کی خدمت میں با ادب التماس ہے کہ وہ مصلحت وقت کو دیکھیں اور مسئلہ عدم جواز نکاح غیر کفو میں بالاتفاق فتوی صادر کر کے شرفاء کی آبرو و عزت کی حفاظت کریں۔ ورنہ اگر اسکے خلاف عورات کو نکاح کے بارہ میں مطلق العنان کر دینگے تو یاد رکھیں کہ عورتیں اپنی کوتہ اندیشی کے باعث اخس الخسایس فرقہ کے اشخاص کی زوجیت اختیار کر کے اپنے خاندان کے آدمیوں کو دنیا میں زندہ رہنے نہیں دینگی۔ اور آئے دن طرح طرح کے فسادات پیدا ہونیکا سخت احتمال ہوگا۔ اور حقیقۃً اس بیجا آزادی کی بدولت فتنہ و فساد پیدا ہو کر کشت و خون کی نوبت پہونچیگی اسکا سارا ثواب ان مفتیان کے دفتر اعمال میں لکھا جائیگا اور قیامت کے دن احکم الحاکمین کے سامنے اسکا جوابدہ ہونا پڑیگا۔ خداوند کریم ہمارے علماء کرام کو امن پیدا کرنیکی توفیق عطا فرماوے۔ آمین اللہم اہدنا کلنا سبل الحق۔ وارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ۔ والحمد للہ اولا واخرا والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

راقم۔ خاکسار

ابو الفضل محمد کرم الدین عفی عنہ متوطن بھین تحصیل چکوال ضلع جہلم

۲۴۔ ربیع الثانی ۱۳۱۸ھ

بکتابت خاکپائے استادان محمد علی امین آبادی

اسمائے گرامی اون فضلاء عصر کی جنہون نے مسئلہ متنازعہ مین ہم سے اتفاق کلی کر کے ہمارے فتوی کی تصدیق فرمائی اور اسکو اپنی مواہیر سے مزین کیا +

حضرت مولینا خلیفہ مولوی پیر مہر علیشاہ صاحب عم فیضہ ساکن گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی	مولینا مولوی غلام احمد صاحب اول مدرس دار العلوم نعمانیہ لاہور	اخی المکرم مولوی محمد حسن صاحب فیضی مدرس ادب دار العلوم نعمانیہ لاہور متوطن بھین تحصیل چکوال ضلع جہلم	مولوی محمد عبد الرحمن صاحب ملتانی
مولوی جندوڈا صاحب اویسی ملتانی	مولوی محمد صاحب ملتانی	مولوی محمد ابراہیم صاحب ملتانی	قاضی محمد سعد الدین صاحب سجادہ نشین قریہ کہ تھی تحصیل چکوال
مولوی محمد جی صاحب ساکن پڑی درویزہ قاضی تحصیل جہلم	مولوی غلام محمد صاحب چکوالی قاضی تحصیل چکوال	مولوی فرمان علی صاحب ساکن موضع لنگاہ تحصیل چکوال	مولوی مفتی غلام مرتضی صاحب ساکن لون میانی ضلع شاہپور
مولوی حافظ غلام الہی صاحب ساکن چکوال	مولوی امام الدین صاحب ساکن کہوتھیان تحصیل چکوال	مولوی ثناء اللہ صاحب ساکن ہنجائن تحصیل چکوال	مولوی محمد عبد الباقی صاحب ساکن کرسال تحصیل چکوال
قاضی محمد شاہ صاحب ساکن بھون تحصیل چکوال	قاضی فیض عالم صاحب خانپور تحصیل چکوال	مولوی حافظ صابر الدین صاحب اوڈھروال تحصیل چکوال	مولوی حافظ احمد الدین صاحب ساکن کہوکھر تحصیل چکوال
قاضی خدا بخش صاحب بادشاہان تحصیل چکوال	مولوی صابر الدین صاحب بھین تحصیل چکوال	قاضی محمد شریف صاحب چک ملوک تحصیل چکوال	میاں اللہ داد صاحب جبیر پور تحصیل چکوال
مولوی شہاب الدین صاحب ساکن بھین تحصیل چکوال	مولوی حافظ محمد امین صاحب متال برادر اخوند صاحب وڑ شریف ضلع راولپنڈی	قاضی فضل نور صاحب ڈھاب کلاں تحصیل چکوال	مولوی نور الدین صاحب ساکن بھکڑی تحصیل چکوال
مولوی شیخ عبد اللہ صاحب عرف ککی قاضی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات پنجاب	العبد الاثیم محمد عبد الکریم الحنفی مذہبا والقرشی نسبا والقلعداری وطنا والجہلمی نزولا عفی عنہ	عبدہ الآثم محمد عالم القلعداری وطنا والحنفی مذہبا عفی عنہ	مولوی فقیر محمد مالک مطبع سراج المطابع جہلم

فہرست کتب موجودہ مطبع سراج الاخبار جہلم

عمدة الابحاث فی وقوع طلاق الثلاث

اس کتاب مین جو ۳۲ صفحہ کی ہے تین طلاق یکدفعہ کے تین ہی واقع ہوجانے کے مسئلہ کو ایسی دلایل ساطعہ اور براہین قاطعہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ حافظ ابن قیم اور قاضی شوکانی کا جنہون نے صرف ایک ہی طلاق کے واقع ہونیکا فتویٰ دیا ہے ہمیشہ کیلئے بند کیا گیا ہے اور چونکہ اس کثیر الوقوع مسئلہ سے اکثر لوگون کو خصوصاً مساجد کے اماموں اور نکاح خوانون کو تو بہت ہی لقبہ پڑتا ہے اسلئے قیمت بھی اسکی بہت ہی تھوڑی یعنی ۵/۰ معہ محصولڈاک مقرر کیگئی ہے +

زبدة الاقاویل فی ترجیح القرآن علی الاناجیل

یہہ ۷۰ صفحہ کی کتاب ہے جسمین تفصیلی طور پر قرآن و اناجیل کا مقابلہ کرکے قرآن شریف کی ہر ایک بات کو انجیل پر من کل الوجوہ ترجیح دیگئی ہے قیمت معہ محصولڈاک ۸/ +

صلوة الوتر کصلوة المغرب

یہہ رسالہ ۲۰ صفحہ کا ہے جسمین نماز وتر کو حنفی مذہب کے بموجب ۲۳ احادیث و آثار سے تین رکعت بدو تشہد ہونا ثابت کیا گیا ہے اور غیر مقلدین جو صرف ایک رکعت یا تین رکعت بیک تشہد کے قایل ہین انکی کل دلیلون اور عذرون کا بشرح و بسط دلایل قطعیہ جواب دیا گیا ہے قیمت معہ محصولڈاک ۳/۰ +

مجمع الاوصاف فی تردید اہل البدع والاعتساف

اس کتاب مین جو دو سو صفحہ کی ہے مسایل مختلفہ شیعہ پر نہایت کافی و وافی بحث کرکے انکی تردید زیادہ تر خود انکی ہی مسلمہ کتب سے بقید صفحہ و سطر اسطور پر کیگئی ہے کہ جسکے آگے انکی علماء کو اب بجز سکوت بلکہ تسلیم کے کچھہ چارہ نہین ہے قیمت معہ محصولڈاک ۹/ +

جنتری پیمایش زمین

یہہ جنتری پٹواریوں اور گرداورون بلکہ بندوبست کی ملازمونکے لئے نہایت ہی ضروری ہے اور اسکے بغیر پیمایش زمین کا کام بالکل چل نہین سکتا قیمت معہ محصولڈاک ۳/۰ + یہہ سب کتابین مطبع سراج الاخبار جہلم سے ہی بعوض نقد قیمت وصول ہونے پر یا بذریعہ ویلیو ایبل مل سکتی ہین +

مسلمانون کے لئے نئے تحایف

دینی جدید تصانیف

السیف المسلول لاعداء خلفاء الرسول ۔ تردید عقاید شیعہ مین یہہ ایک نئی طرز کا بے نظیر رسالہ ہے۔ جسمین زبردست دلایل قرآنیہ سے خصم کو ہمیشہ کے لئے لاجواب کر دیا گیا ہی۔ مصنف کا دعوی ہی کہ اس طرز کا کوئی رسالہ رد شیعہ پر آجتک نہ لکہا ہوگا۔ اس کتاب کو رب العزۃ نے شرف قبول عطا فرمایا ہی چنانچہ اسکی اشاعت کثرت سے اہل ملک مسلمانون مین ہو چکی ہی۔ اور شیعہ مرض کو دنیا سے مٹانیکے لئے یہ ایک قوی علاج تسلیم کیا گیا ہی بہت سے اہل ثروت باوقار امرا نے اسکی اشاعت میں بھی اعانت فرما کر اپنی دینی فیاضیون کا ثبوت دیا ہے جنکا ذکر خیر اخبارات مین چہپ چکا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالی رسالہ کے اڈیشن ثانی مین انکے اسماء گرامی شکریہ کے ساتھہ چہاپے جاوینگے۔ ممتاز اہل الرائے نامورون نے اس رسالہ کی تعریفین اخبارون مین چہپوائی ہین الغرض یہ رسالہ اس قابل ہے کہ ہر ایک مسلمان کے پاس اسکا ایک نسخہ ضرور رہے۔ ہمنے اسکی قیمت افادہ عام کے لئے تہوڑی رکہی ہے۔ یہہ انمول موتی صرف ۴؍ قیمت پر مجھ سے یا مولوی فقیر محمد صاحب مالک سراج الاخبار جہلم سے طلب فرمالیجئے +

تاج المتقین ۔ اس رسالہ مین مسئلہ جواز نماز با کلاہ بے کراہت کو دلایل فقہیہ سے ثابت کیا گیا ہے۔ اور مسئلہ مذکورہ پر مفصل اور صحیح بحث کرنیوالا یہ ایک ہی مستقل رسالہ چہپا ہے جسپر بہت سے فضلاء کرام کی تقاریظ اور مواہیر درج ہین۔ چونکہ اس مسئلہ مین اکثر اختلاف رہتا ہی۔ اسلئے اس رسالہ کی ایک ایک کاپی خرید لینا ہر ایک مسلمان بہائی کے لئے ضروری ہے۔ پہلے یہ رسالہ ۲؍ قیمت پر فروخت ہوتا ہی اب ہم اسکا فایدہ عام کرنیکے لئے نصف قیمت یعنی ۱؍ پر شایقین کو دیسکتے ہین تہوڑے نسخے باقی ہین جلدی طلب فرمایئے

فیض جاری در بدعت تعزیہ داری ۔ یہہ رسالہ تعزیہ اور ماتم کی مروجہ بدعت کے اوٹھانیکے لئے لکہا گیا ہے اسمین زبردست دلایل عقلیہ و نقلیہ سے تعزیہ اور ماتم داری کی تحریم ثابت کیگئی ہے۔ اس رسالہ کو پڑہکر تعزیہ دارون کو تم بالکل ساکت اور شرمندہ کرنے پر قادر ہو سکتے ہو کتب اہلسنت اور اہل تشیع سے استدلال صحیح کیا گیا ہی۔ اور شیعہ کی کتابون سے انکے قابل شرم عقاید کی خوب قلعی کہولی گئی ہے۔ یہہ رسالہ بھی اپنی طرز کا پہلا رسالہ ہی جسمین شرک اور بدعت پر بھی عمدہ ثبوت ہے یہہ رسالہ مطبع حقانی لودیانہ مین زیر طبع ہے۔ جو صاحبان ابہی سے درخواستین ہمارے پاس بہیجدینگے انکو قیمت مقررہ مین بھی رعایت مناسب دیجاویگی اور محصول ڈاک بھی معاف ہوگا +

المشتہر

ابو الفضل محمد کرم الدین دبیر مولف کتب ہذا ساکن بہین تحصیل چکوال ضلع جہلم